دیوبندیت کے عناصر اربعہ

حضرات! یہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء جن کو دستارِ فضیلت ملنے والی ہے ان سے اس درسگاہ کی چار اہم خصوصیات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔

- اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اخلاقی مسائل کے بجائے توحید و سنّت پر اپنی توجہ مرکوز کی (اور یہ وراثت و امانت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور سیّد احمد شہیدؒ کے وسیلہ سے اس کو ملی، اور ابھی تک اس کو عزیز ہے)
- اتباعِ سنّت کا جذبہ اور فکر۔
- تعلق مع اللہ کی فکر اور ذکر و حضوری اور ایمان و احتساب کا جذبہ۔

اور

- چوتھا عنصر ہے اعلاءِ کلمۃ اللہ کا جذبہ اور کوشش — یہ چار عناصر مل جائیں تو دیوبندی بنتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عنصر کم ہو جائے تو دیوبندیت ناقص۔ فضلاءِ دارالعلوم دیوبند کا یہ شعار رہا ہے اور وہ ان چار چیزوں کے جامع رہے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صدسالہ میں
مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی
تقریر کا ایک اقتباس

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ السِّوَاکُ مُطْهِرَۃٌ لِلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ ۔ (نسائی)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک منہ کی پاکیزگی کا آلہ ہے اور اللہ کی رضامندی کا ذریعہ۔

پاکی و نظافت فطرت انسانی کا تقاضا ہے اور حضور علیہ السلام نے اسے نصف ایمان قرار دیا۔ اس کے لیے شریعت میں جو اہتمام ہے اس کی ایک جھلک تو اس حدیث میں ہے جس میں منہ کی صفائی کا ارشاد ہے اور اس کے لیے مسواک کا ذکر ہے۔ جس کے ذریعہ نمازوں کے ثواب میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام کا اپنا عمل ہر وضو کے ساتھ مسواک کا تھا۔ حتیٰ کہ رات کو جاگتے تو اہل خانہ کی طرف سے پانی و مسواک کا اہتمام ہوتا جیسا کہ حضرت عائشہ کی روایت امام مسلمؒ نے نقل کی۔ اسی طرح ایک اور روایت امام مسلمؒ نے نقل کی راویہ حضرت عائشہ ہی ہیں۔ اس میں دس چیزوں کا ذکر ہے جو تقاضائے فطرت ہیں لبوں کے بال کٹوانا، داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخنوں کا کٹوانا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بالوں کی صفائی اور استنجا۔

امام وکیع جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں بنا بر احتیاط فرماتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں خیال یہ ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

اس سے جہاں ارشادات نبوت کی روایت میں احتیاط کا پتہ چلتا ہے وہاں فطرتی کاموں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یہی دس کام ابراہیمی سرشت میں شامل ہیں جن کا ذکر سورۃ بقرہ کی ایک آیت میں ہے کہ ابراہیمؑ کے رب نے انہیں چند کاموں سے آزمایا وہ پورے اُترے تو انہیں امامت کا منصب نصیب ہوا۔ مسواک گیلی ہونی چاہیے اور ہر وضو کے ساتھ اس کا اہتمام چاہیے۔ اسی طرح باقی معاملات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ جہاں تک داڑھی کا تعلق ہے امت کا بڑا حصہ اس گناہ میں مبتلا ہے جبکہ داڑھی تمام انبیاء کی سنت ہے اور آپؐ نے داڑھی منڈوانے کو یہود و مجوس کا طریق بتلایا اور فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ مونچھیں کٹواؤ۔ قُبضہ مٹھی بھر داڑھی سنت سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے اور یہ مسلمانوں کا شعار اور یونیفارم کا حصہ ہے اور اس کا منڈوانا تشبہ بالکفار ہے جس کی وعید احادیث میں موجود ہے کہ جو جس کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا۔

خدا توفیق عمل دے۔

فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ ۱۸۶) میں تو تیرے قریب ہوں، تُو مایوس کیوں ہوتا ہے۔ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔

جلد ۲۵ ❊ شمارہ ۴۳
۱۰ رجادی الثانی ۱۴۰۰ھ ❊ ۲۵ اپریل ۱۹۸۰ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم : ـــــ میاں محمد اجمل قادری
مدیر : ـــــ محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ ۶۰/- روپے ، ششماہی ۳۰/- روپے
اشتراک	سہ ماہی ۱۵/- روپے ، فی پرچہ ۵۰/۱ روپیہ

قیادت

مسلمان قوم ایک عرصہ سے جن مسائل سے دوچار ہے ان میں قیادت کا بحران سر فہرست ہے۔ بین الاقوامی سطح پر نظر دوڑائی جائے تو ایسی بھاری بھرکم شخصیت کا وجود عنقا نظر آئے گا۔ جو "دیدہ ور" کہلانے کا مستحق ہو اور جو "نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جاں پُر سوز" کے اوصاف کی حامل ہو۔

ترکی خلافت تک مسلمان قوم کا شیرازہ کسی نہ کسی طرح متحد تھا۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سی بلند نگاہی گو کہ نہ تھی لیکن بہرحال خلافت کے تقدس کے ساتھ ساتھ خلفاء میں بھی ایسی خوبیاں ضرور تھیں جو وحدت ملّت کا باعث تھیں لیکن عربی و غیر عربی کی تفریق کا جو نعرہ برطانوی امپریلزم کے شر دماغوں نے رواج دیا اس نے دیکھتی آنکھوں "نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر" بسنے والی قوم کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ اور پھر اب تک یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس کے اسباب میں ایک بنیادی سبب قیادت کا بحران ہے۔ بعض شخصیات اس عرصہ میں سامنے آئیں جن کے متعلق توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ عالم اسلام کے لیے مسیحا ثابت ہوں گی لیکن وہ ہاتھ جو خلافت عثمانیہ کی پامالی کا سبب و ذریعہ بنا تھا۔ اس نے مختلف ذرائع سے ان شخصیات کو ایسا بدنام کرایا کہ الاماں اور پھر وہ شخصیات گردشِ دوراں کا شکار ہو کر رہ گئیں ـــــ

ـــــ مغلیہ دور کے زوال کے ساتھ ہی دلّی سے جو نیا خاندان ابھرا اور جس نے علم و فکر کی دنیا میں ایک نئی روایت قائم کی۔ اس سے لے کر آزادی کی منزل تک جتنی مؤثر اور بھرپور شخصیات سامنے

آج انہیں انگریز کی پیہم سازشوں
اور اپنی ہی قوم کے مجرم ضمیر
انسانوں کی غداری نے کسی پل
چین نہ لینے دیا۔ حتیٰ کہ ہم
دوسروں کے رحم و کرم کا شکار
ہو کر رہ گئے اور جب ہم نے
آزادی کی فضا میں سانس لیا
تو ہمارے چاروں طرف وہ افراد
مسلط تھے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و
کبریائی، محمدؐ عربی صلوات اللہ تعالیٰ
و سلامہ کی نبوت و رسالت اور
ملّی روایات و اقدار کے دشمن تھے۔
اگلی نسل نے ان کے ہاتھوں میں
پرورش پائی اور ہم اس حال کو
پہنچ گئے کہ توبہ بھلی!

۔ پارٹی بازی
اور سیاسی بے راہروی نے جو روزِ بد
ہمیں دکھایا ہے اس پر ہر دردمند
دل تڑپ کر رہ جاتا ہے۔

۔ تاہم مایوس ہونا صحیح نہیں
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اندھیروں
میں ایسی روشنی نمودار فرما دیتے ہیں
جس سے ظلمت کدۂ دہر بقعہ نور
بن جاتا ہے اور مردہ زمین پر

مختلف مواقع پر بڑی بڑی تحریکوں
نے جنم لیا لیکن ہر تحریک کا جو
حشر و انجام ہوا وہ آنکھوں دیکھی
اور کانوں سنی داستان ہے۔ قیادت
مخلص و مدبر ہوتی تو یہ المیہ رونما
نہ ہوتا۔ قیادتوں کے عدم تدبّر و
اخلاص کا بنیادی سبب یہ ہے کہ
اکثر لوگ اس سٹیج پر جو پہنچے وہ
محض حوادث روزگار کے سبب، وہ
بھٹی جس میں انسانی جوہر نکھرتے ہیں
ان میں سے کوئی بھی اس بھٹی سے
نہیں گذرا۔ اور اس کا بڑا الزام
قوم کے سر ہے کہ قوم سوچے سمجھے
بغیر نعرہ بازی کے ذریعہ بعض افراد
کو سر پہ بٹھا لیتی ہے

رحمت کی گھٹائیں اس طرح برستی
ہیں کہ کائنات کا چپہ چپہ حیاتِ
نو کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔
اگر پوری قوم سنجیدگی و متانت کو
اپنا وطیرہ بنا لے اور اپنے پیدا
کرنے والے کے آستانۂ قدس
پر سجدہ ریز ہو جائے تو اس
راکھ سے وہ چنگاری ظہور پذیر
ہو سکتی ہے جس کی روشنی سے
پورا عالم جگمگا اٹھے گا۔
اللہ تعالیٰ ہماری اجتماعی
غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں
مخلص و مدبر قیادت نصیب فرمائے

علی
21.4.-

دارالعلوم دیوبند کا اجلاس صد سالہ

گذشتہ ہفتہ کے اعلان کے
مطابق دارالعلوم دیوبند کے اجلاس
صد سالہ نمبر کی تیاری شروع ہو
چکی ہے۔ کارکنان ادارہ کی خواہش
یہ ہے کہ یہ نمبر خدام الدین
کے سابقہ نمبروں کی طرح معیاری
اور مادر علمی کے شایان شان ہو
اس میں جہاں دارالعلوم کی ۱۱۷
سال پر پھیلی ہوئی تاریخ کا مفصل
تعارف ہو وہاں اجتماع صد سالہ
کی وقائع نگاری اس انداز سے
کی جائے کہ قاری اپنے آپ کو
اس پرکیف وادی میں پھرتا ہوا
محسوس کرے۔
ان سطور کا راقم اللہ کے
(باقی ۱۴ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

آج دنیا اہلِ اسلام کی طرف دیکھ رہی ہے

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ :۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔

محترم حضرات ! ہمارے حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ وہ ذکر کے بعد اپنے بھائیوں کی اصلاح کی خاطر کچھ نصیحتیں فرما دیتے تھے ہم نے بھی اللہ کی توفیق سے یہی سلسلہ قائم رکھا ہوا ہے مقصد محض یہ ہے کہ جذبۂ عمل بیدار ہونے کی توفیق بیش از بیش ہو اور ہم لوگ اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بغیر کچھ کئے کچھ بنتا نہیں محنت و جفاکشی بہت ضروری ہے۔ دنیوی اعتبار سے ہماری جو مادی ضرورتیں ہیں ان کے لیے محنت و مشقت لازمی اور از بس ضروری ہے۔ زمین طیار کر کے اس میں بیج نہ ڈالا جائے پھر کھیت کی پوری پوری حفاظت نہ کی جائے تو بات بنتی نہیں۔ یہی حالت ملازمت اور کاروبار کی ہے جب دنیا کے سارے کاروبار اور دھندے بغیر کچھ کئے پورے نہیں ہوتے تو کیا دین و روحانیت ہی ایسی چیزیں ہیں جن کے لیے کوئی محنت نہ کرنا پڑے ؟ اس محنت و مشقت اور ریاضت و ذکر کے لیے ہی یہ مجلس سجتی ہے۔ اور اہل اللہ حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دل کی بیماریوں کے ازالہ کے لیے جد و جہد کرتے ہیں۔ اہل اللہ کا سب سے بڑا سبق ذکر الٰہی ہے کیونکہ یہی قرآن و سنت کی تعلیم ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی صفائی کے لیے اللہ نے کچھ نہ کچھ بنایا ہے دلوں کی صفائی کے لیے اللہ کا ذکر صیقل کا کام دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق منقول ہے کہ انہوں دھوبی کو دیکھا تو پوچھا کیا کر رہے ہو اس نے کہا کہ لوگوں کے کپڑے صاف کر رہا ہوں فرمایا۔ آؤ میں تمہارے دل کی صفائی کا اہتمام کر دوں۔

جب آدمی محنت و مشقت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً کامیابی سے سرفراز فرماتے ہیں السعی منی والاتمام من اللہ اس راہ میں مشقتیں بھی آتی ہیں اور سب سے زیادہ مشقتوں سے انبیاء علیہم السلام کو دوچار ہونا پڑا لیکن مشقتوں اور مصائب پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے سے منازل بہت جلد طے ہوتی ہیں۔ ویسے جنھیں مصائب آلام میں لذت نصیب ہو جاتی ہے ان کا رنگ ہی جدا ہوتا ہے۔ ہمارے میاں عبدالہادی صاحب دین پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے زمانہ میں کوئی صحت کی دعا کرتا تو ناراض ہوتے اور فرماتے کہ میرے مالک کا مجھ پر کرم ہے تم چاہتے ہو یہ نعمت چھن جائے ؟ واقعہ تو یہی ہے کہ

(باقی ۹ پر)

اس نظم کی آمد ۱۲ مارچ سنہء کو سہارنپور سے دیوبند چلتے ہوئے بس ہی میں بہت ہی عجیب کیفیت میں ہوئی۔ بس جوں جوں دیوبند کی طرف بڑھتی رہی میرے دل کی دھڑکن بھی تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ قلم سے اشعار آنکھوں سے آنسو ٹپکتے رہے۔ دیوبند پہنچ کر سیدھا قبرستان قاسمی گیا اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی اور اپنے پیارے شیخ الاسلام مجاہد اسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی پُر انوار قبروں پر جا کر اس وقت روتا رہا جب تک کہ دل ہلکا نہ ہو گیا۔

(حافظ سہارنپوری)

اے دیوبند! عظمتِ اسلام کے ستون
تو ہی بتا کہ تجھ پہ میں قربان کیوں نہ ہوں

تُو نے کیا ہے پرچمِ اسلام کو بلند
تجھ سے ہوئے ہیں لاکھوں مسلمان بہرہ مند

تُو نے مٹائی دہر سے باطل کی تیرگی
پھیلائی گوشہ گوشہ میں ایمان کی روشنی

گمراہیوں کے "دیو" کو تُو نے کیا "اسیر"
بدعات و شرک ڈر کے ہوئے تجھ سے گوشہ گیر

دھوکا نہ کھا سکی کبھی بھولے سے بھی نظر
تیرے ضمیر میں رہی تمییزِ خیر و شر

سالار و رہنما رہے، فرزند سب ترے
ایمان و آگہی کی جگر دار فوج کے!

وہ جنھوں نے قوتِ طاغوت سے لیا
خود کو خدا کے دین پر قربان کر دیا

قیدِ قفس میں عمر خود اپنی گذار دی
آزادیٔ چمن کے لیے جان وار دی

ہرگز ڈرا سکے نہ جنھیں تیغ اور تبر
حق گوئیوں پہ ناز رہا جن کو عمر بھر

قرباں کیے جنھوں نے مسرت سے جان و تن
اپنے لہو سے سینچ دیا گلشنِ وطن

وہ شرق ہو کہ غرب، شمال و جنوب ہو
سو سال سے زیادہ سے ہیں تیرے کلمہ گو

ہر ذرہ میں دکھائی اُسے راہِ مستقیم
بھولے گی قوم کیسے تری خدمتِ عظیم

رکھتا ہے آسماں سے بھی تُو مرتبہ دو چند
تیری زمین کے ذرّے ستاروں سے ہیں بلند

آنکھوں کا نور، قلب کا تُو چین دیوبند
نازاں ہیں تجھ پہ سرورِ کونین دیوبند

میں آشنا ہوں تیرے وقارِ عظیم کا
وارث ہے اِس جہاں میں تُو خلدِ نعیم کا

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : فاروقی

"گروہ بندی" خدا کا بہت بڑا عذاب ہے

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم ○

خطبہ مسنونہ کے بعد :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمن الرحیم :-

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعًا لست منہم فی شیئٍ انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون - (سورہ انعام)

ترجمہ : بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا اُن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے پھر ان کو اللہ جتلا دے گا وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔

محترم حضرات ! جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے مذہب سے پہلے نسل انسانی مختلف طبقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ چنانچہ جہاں عربی اور عجمی، گورے اور کالے، امیر اور غریب، توانا اور کمزور میں امتیاز تھا اور خاندانوں کی بنیاد پر لوگ متعدد طبقوں میں تقسیم ہو چکے تھے وہاں روحانی اعتبار سے بھی یہ عالم تھا کہ ہر شخص کا ایک الگ خدا تھا اور دنیا میں اللہ تعالٰی کے علاوہ مظاہر قدرت میں سے آگ، چاند، سورج، ستاروں دریاؤں اور پہاڑوں کے علاوہ پتھر کی مورتیوں کی تصویروں کی بھی عبادت ہوتی تھی اور لوگوں کے مختلف گروہ اپنے اپنے الگ خدا بنا کر انہیں کائنات کے عدم وجود اور تمام قدرتوں کا مالک سمجھتے تھے۔ لیکن اسلام کی دوسری بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی اور عظمت یہ ہے کہ اُس نے آ کر جہاں تمام نسل انسانیت کو ایک معبود کی عبادت کی طرف بلایا وہاں یہ پیغام بھی دیا کہ یہ گروہ بندی اور انسانی برادری کی تقسیم کسی طرح بھی لائق تحسین نہیں بلکہ یہ ایک عذاب ہے۔ جس میں مبتلا رہنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسی لیے قرآن میں واضح حکم موجود ہے، کہ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ - یعنی دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ بازی اختیار نہ کرو۔

جو آیت خطبہ مسنونہ میں تلاوت کی گئی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ جو لوگ دین کی وحدت اور یک جہتی کو قائم رکھنے کی بجائے گروہ بندی اور فرقہ پرستی میں مبتلا ہو چکے ہیں آپؐ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کہ انہوں نے تو اسلام کی اصل روح کو ہی ختم کر دیا ہے۔

گروہ بندی کا سبب

محترم حضرات ! یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پیش کردہ دین میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی اس کی اختلاف اور تضاد کی کوئی گنجایش موجود ہے لیکن اس کے باوجود اگر ایک ہی دین کے نام لیوا آپ کو کئی فرقوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بعض نام نہاد دیندار اور مفاد پرست دین کے نام پر اپنی ذاتی اغراض اور شخصی قیادت کی دکان چمکانے کے لیے دین کو تختۂ مشق بناتے ہیں اور ان کا مفاد اسی میں ہوتا ہے کہ عام آدمی دینی تعلیم سے دُور رہے اور مختلف طبقے آپس میں لڑتے اور جھگڑتے رہیں چنانچہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان آپس میں متحد نہ ہونے پائیں کہ اس سے ان کی خواہشات اور اغراض کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ گروہ بندی کا اصل سبب صرف یہ ہے کہ بعض لوگوں کے ذاتی مفادات آپس میں ٹکراتے ہیں تو وہ مذہبی تفرقہ بازی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں سے خصوصاً بنی اسرائیل میں بھی یہی بُری خصلت موجود تھی کہ اُس کی مذہبی قیادت نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنی قوم کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اس لیے اُن کو اس بُرائی کی مذمت کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ کہیں تم بھی اس لعنت کا شکار نہ ہو جانا کہ اس طرح تم بھی بنی اسرائیل کی طرح دنیا میں ذلّت اور آخرت میں عذاب درد ناک سے دوچار ہو جاؤگے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البیّنات و اولٰئک لھم عذاب عظیم۔ کہ اے آخری امت کے افراد تم بھی اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے دین کی سچائی اور عظمت کی واضح نشانیاں آ جانے کے بعد تفرقہ بازی اختیار کی اور اختلاف میں مبتلا ہو گئے کیونکہ ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

بظاہر ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو عذاب عظیم کا مستحق قرار دے رہے ہیں لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ ایسے لوگ بڑے مزے میں ہوتے ہیں۔ ان کے دروازوں پر چاہنے والوں کا ہجوم اور نذرانے پیش کرنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے اور بہت سے لوگ اُن کے حکم کے پابند ہوتے ہیں غرضیکہ انہیں دنیا کی ہر آسائش میسر ہوتی ہے اور وہ بڑے ہی مزے، عیش اور ٹھاٹھ کی زندگی گزارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی جواب بھی بیان فرما دیا کہ دین کو اپنی ذاتی اغراض کے لیے استعمال کرنے والوں کو اپنی حکمت کے مطابق مہلت دیتا ہوں تاکہ عیش میں مست ہو کر سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتے چلے جائیں اس لیے دنیا کی چند روزہ زندگی تو وہ دین کو نفسانی خواہشات کے لیے استعمال کر کے بڑے مزے سے گزار لیں گے لیکن یہ عذاب اس دن ہو گا یوم تبیض وجوہٌ و تسودّ وجوہٌ کہ جس (قیامت کے) دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ ہو جائیں گے فاما الذین اسودّت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم جن کے چہرے سیاہ ہو جائیں یعنی دنیا میں کیے ہوئے گناہوں کی ظلمت و تاریکی ان کے چہروں پر چھا جائے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ تم وہی تو ہو، جنہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد راہِ کفر اختیار کی ــــ یعنی

دین کی عظمتوں اور ابدی سچائیوں کو اپنی ذاتیات کے لیے استعمال کیا اور مذہب و شریعت کے نام پر ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرکے گروہوں اور فرقوں میں بانٹ دیا۔ کہ اس طرح تمہاری قیادت اور دنیا پرستی کو تحفظ ملے فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون تو اب اپنے اسی کفر و نافرمانی کی وجہ سے ملنے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

ایک حدیث

حضور سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث مبارک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امّت کے متعدد فرقوں میں سے ایک جماعت کے سوا تمام فرقے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے دو چار ہوں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملۃ و تفترق امتی علی ثلاثٍ وسبعین ملۃ کلھم فی النار الّا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ! قال مَا انا علیہ و اصحابی۔ کہ بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ چکے تھے اور میری امّت تہتّر جماعتوں میں تقسیم ہو جائے گی (جن میں سے) تمام کے تمام فرقے دوزخ میں جائینگے مگر ایک فرقہ۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ کہ وہ کونسا فرقہ ہے؟ تو فرمایا۔ وہ فرقہ جس نے میری اور میرے صحابہؓ والی شاہراہِ عمل اختیار کی۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کو چھوڑ کر جتنے بھی فرقوں کی بنیاد رکھی گئی ہے یا بعد میں رکھی جائیگی وہ یقیناً اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور آخرت میں عذاب کا باعث ہوگا اور نجات پانے والی جماعت صرف وہ ہو گی جو حضور علیہ السلام اور آپؐ کے صحابہؓ کی تعلیمات پر قیامت تک کاربند رہے گی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسی جماعت کے ساتھ وابستہ رکھے اور فرقہ واریت کی لعنت سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

بقیہ: مجلس ذکر

بیماری وغیرہ بھی اللہ کی نعمت ہے کہ گناہوں کے ازالے اور رفع درجات کا سبب ہے لیکن ہر نعمت ہر کسی کے بس میں نہیں یہ تو ظرف کی بات ہے۔

اور یہ باتیں اصل میں کامل کی صحبت سے نصیب ہوتی ہیں ہمارے چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم نے حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ سے تعلق کے بعد ۵۵ سال کی نمازیں لوٹائیں۔ وہ کہتے تھے کہ کالج کے زمانہ میں نماز کی حاضری ضروری تھی ورنہ جرمانہ ہوتا۔ اس لئے ڈرتے ہوئے ایسے ہی وضو بے وضو شریک ہو جاتے، جب تعلق ہوا تو کایا پلٹ گئی۔

میرے بھائیو! آپ اپنی روحانی بیماریوں کی فکر کریں دنیا مادیت کے سمندر میں غرق ہو چکی ہے اور اب اسے اپنی تباہی کا احساس ہے۔ ابھی تو ہندوستان کے اپوزیشن لیڈر مسٹر جگ جیون رام نے دیوبند کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے دیوبند کو ایک مینارۂ نور قرار دیا اور ہندو معاشرہ اچھوتوں کے ساتھ جو بدسلوکی کرتا ہے اس پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے اسلام کے اس کردار کو سراہا کہ وہ انسانیت کا قدردان ہے اور اس نے انسانی قدروں کی حفاظت کی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ مسلم معاشرہ صحیح معنی میں اسلامی معاشرہ بن جائے تو بھٹکتی ہوئی دنیا اسلام کے دامنِ رحمت کو بہت جلد تھام لے گی۔

اللہ تعالےٰ اصلاحِ احوال کی توفیق دے۔ آمین

دارالعلوم دیوبند کے نام!

قاری محمد اسحٰق حافظ سہارنپوری — ایڈیٹر "نوائے وطن" انبالہ شہر

خوابِ غفلت سے زمانے کو جگانے والے
جشنِ صد سالہ ترا ہم ہیں منانے والے

نورِ تبلیغ سے حیران بنانے والے
دیدۂ کفر کو آئینہ دکھانے والے

تیرے انوار کے قائل ہیں زمانے والے
آنکھوں سے پردہ جہالت کا اٹھانے والے

ظلمتِ کفر ہوئی دُور ترے پرتو سے
شمع توحید کی عالم میں جلانے والے

تیرے احسان بھلائیں تو بھلائیں کیونکر!
اہلِ اسلام کی توقیر بڑھانے والے

ہمسرِ عرشِ بریں ہے تری عفّت کا وقار
پرچمِ علمِ نبوّتؐ کے اٹھانے والے

بات بگڑی ہوئی ملّت کی بنائی تُو نے
ذرّوں کو گوہرِ شہوار بنانے والے

تُو نے دھو ڈالے ہیں دامن سے ریا کے دھبّے
سینوں میں چشمۂ اخلاص بہانے والے

تیرے دامن کو نہ کیوں دامنِ رحمت سمجھیں
ساری مخلوق کو خالق سے ملانے والے

آسمانوں پہ دعائیں تجھے دی جاتی ہیں
خاک کے پُتلوں کو بھی نوری بنانے والے

تیرا ممنون ہے اس ملک کا ذرّہ ذرّہ
جذبۂ حریّتِ ملک جگانے والے

تُو نے قرآن کی تعلیم کو پھیلایا ہے
قصرِ تکذیب کے، تصدیق سے ڈھانے والے

تیرے انوار سے حافظؔ کو ملی ہے تابش
ذرّۂ خاک کو خورشید بنانے والے

○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت انقلابی

از عبدالکریم چوہانی
متعلم جامعہ انوار العلوم گوجرانوالہ

بسنی گارڈ گوجرانوالہ کے مقابلہ میں یہ مضمون دوسرے انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

انقلاب کے لفظی معنی ہیں الٹ پلٹ دینا، بدلا دینا، اور مروجہ اصطلاح میں اسے استعمال کیا جاتا ہے اس معنی میں کہ کسی انسان کا اپنی سیرت اور کردار میں واضح تبدیلی لے آنا یا کسی معاشرہ کی ایک حالت کا دوسری حالت میں بدل جانا اس طور پر کہ یہ تبدیلی اور تغیر نمایاں طور پر نظر آئے، یہ تبدیلی جس شخص کے ہاتھوں انجام پائے اسے انقلابی یا اس انقلاب کا بانی کہہ دیا جاتا ہے، ہم جب اس مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دنیا کی تاریخ پراگندہ پر سرسری سی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بیسیوں شخصیتیں ایسی دکھائی دیتی ہیں جنہوں نے اپنی ذہانت شجاعت، طاقت، جواں ہمتی، اولوالعزمی اور ذاتی اثر و رسوخ کے بل بوتے پر ایسے ایسے انقلاب بپا کئے کہ چشم دنیا دیکھتی رہ گئی۔ ان کی کوششوں نے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالا۔ اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی کایا پلٹ دی، لیکن ان میں سے اکثر انقلاب ایسے ہیں کہ ان کے پس منظر میں گھٹی گھٹی سسکیوں، دبی دبی آہوں، معصوم چیخوں لٹی عصمتوں، تڑپتی لاشوں، مسخ شدہ جسموں، اور روندی ہوئی تمناؤں کا ایک اندوہناک منظر دکھائی دیتا ہے اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بانیوں نے مکمل انقلاب کے تقاضوں کو پورا نہ کیا، مثلاً ان انقلابات کی بنیاد کسی صحیح نصب العین پر استوار نہ کی گئی تھیں اور نہ ہی ایسے اصولوں کو اساس قرار دیا جو جو فطرت انسانی کی صحیح ترجمانی کرتے ہوں بلکہ محض سطحی جذبات کو انگیخت کرنیوالی اور پر کشش باتوں اور جذباتی نعروں کے ذریعہ رائے عامہ ہموار کی گئی، یہی وجہ ہے کہ یہ انقلاب دیرپا ثابت نہ ہو سکے اور جوں ہی جذبات حالت اعتدال میں آئے فطرت اپنے حقیقی تقاضوں کے لئے مضطرب ہو گئی قابل ذکر امر یہ ہے کہ یہ انقلاب اپنے اندر ایسی وسعت، اثر پذیری اور احاطہ نہ رکھتے تھے کہ ان سے زندگی کا ہر پہلو متاثر ہوتا اور ہر گوشہ زندگی میں تغیر کے آثار دکھائی دیتے، یعنی ان میں ایسی عمومیت نہ تھی کہ پوری زندگی پورے نظام حیات اور طرز فکر کی کایا پلٹ جاتی اور پرانے نظام زندگی کی جگہ کوئی دوسرا نظام لے لیتا اور معیشت سے معاشرت تک ثقافت سے سیاست تک، اور انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی تک سب کچھ انقلاب کے سانچوں میں ڈھل جاتا بلکہ ہوا یہ کہ زندگی کے کسی ایک تقاضے کو لیکر اسی کو اپنی منزل بنا کر عوام کے جذبات کو ابھارا گیا اور جب جاہل عوام کی اکثریت نے اپنے رہنماؤں کے جذباتی نعروں اور خوب صورت دعوؤں میں اپنے کسی تشنہ تقاضے کی تکمیل ہوتے دیکھ کر ان کا ساتھ دیا، اور قربانیاں دیں، شمشیر و سناں کی منزل سے گذرے تو انقلاب بپا ہو گیا، اس کے علاوہ یہ سوال بھی خاصہ توجہ طلب ہے کہ آیا ان انقلابات کے تمام مراحل اول سے آخر تک کسی ایک ہی شخص کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئے یا یہ کہ خاکہ تو کسی ایک شخص نے بنایا اور اس میں رنگ کسی اور نے بھرا اس بحث کے بعد ہم کامل انقلابی اور ناقص انقلابی کے مابین درمیان واضح تمیز کر سکتے ہیں، "اگر کسی انقلاب کا بانی ایسا ہو کہ جس نے انقلاب کا خاکہ بھی خود تیار کیا ہو، انقلاب کو جدوجہد، کشمکش اور تصادم کے وسطانی مراحل سے بھی اس نے خود گذارا ہو، اس انقلاب کی تکمیل کے لئے افراد کی ذہنی تربیت بھی اس نے خود کی ہو ان میں جہاد کی روح اور اسپرٹ بھی اس کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہو، اور یہ انقلاب زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کرتا ہو اور اس میں سطحیت کی بجائے گہرائی و گیرائی ہو" وقتی کام چلانے کے لئے محض جذبات ہی نہ ابھارے گئے ہوں بلکہ فطرت کے تقاضوں کو بھی پورا کیا گیا ہو تو ہم ایسے انقلاب کو مکمل انقلاب اور اس انقلاب کے بانی کو دنیا کا عظیم ترین انقلابی قرار دیں گے۔

انقلاب فرانس میں بھی آیا، اور روس یں

بھی اور بلاشبہ ان دونوں انقلابوں نے نظام
کہن کو ہلا کر رکھ دیا اور انقلاب فرانس سے
محض نظام معیشت میں تبدیلی ہوئی اور پھر
انقلاب فرانس اس سوچ کے نتیجہ میں رونما
ہوا جو روسو اور والٹیر ایسے متعدد مؤلفوں کی
تالیفات کے سبب پیدا ہوئی، لیکن عملی انقلاب
چند آوارہ منش لوگوں کے ہاتھوں اپنے انجام
تک پہنچا، اسی طرح انقلاب روس کی بنیادیں
مارکس کی مشہور تصنیف داس کیپٹل میں پیش
کئے گئے خیالات پر استوار کی گئیں، اور خود مارکس
کی زندگی میں ایک ایسی منظم جماعت تیار نہ ہو سکی
جو کسی خطۂ زمین میں انقلابی آواز بلند کرنے کی صلاحیت
رکھتی اور نہ ہی یہ خیالات عملی طور پر نافذ ہو سکے
بلکہ مارکس کے خیالات کو عملی شکل لینن نے دی
جس کا تعلق ایسے ملک سے تھا جس کا لینن کے
وطن سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا، حقیقت یہ ہے
کہ ہمیں ایک بھی ایسا شخص تاریخ میں نہیں ملتا
جس پر مندرجہ بالا تشریح کے مطابق کامل انقلابی
کے لقب کا اطلاق کیا جا سکے سوائے اس عظیم
ذات کے جس کا نسبی تعلق تو صرف عرب کے
خاندان قریش سے تھا، مگر روحانی تعلق دنیا
کے ہر ذی نفس سے ہے جو آج سے چودہ سو
برس قبل مکہ مکرمہ میں تولد ہوئی، جس نے
یتیمی کے باوجود بے نظیر بچپن اور لاجواب شباب
کا پاکیزہ نمونہ پیش کیا، آپ نے اس معاشرہ
میں آنکھیں کھولیں جو قرآن کی زبان میں
دہکتی ہوئی آگ کے تباہ کن گڑھے تک پہنچ چکا
تھا، غربت و افلاس، ظلم و ستم، رقابتیں،
عداوتیں، چھیڑ چھاڑ اور لڑائیاں، عصمت دری
ڈاکہ زنی، وغیرہ جس کا طغرائے امتیاز تھے،
آپ نے مکہ کی اس مسموم اور مشرکانہ
فضا میں توحید کی دعوت دی اور قبائلی
نسبی اور وطنی تعصب کے بتوں کو توڑنے
کا حکم دیا، اس عفونت زدہ ماحول میں ذہن
سازی کا آغاز کر کے آپ نے انقلاب کی
بنیاد رکھ دی،

سرداران مکہ نے پہلے پہل تو آپ کی دعوت
کو در خور اعتنا نہ سمجھا، لیکن جب انہوں
نے دیکھا کہ آپ ان بتوں کی خدائی ختم
کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن کی پرستش ان
کے آباؤ اجداد کے وقت سے ہوتی چلی
آئی ہے، یہ اخوت و محبت کی دعوت
ہمارے نسبی اور وطنی غرور کو مٹا دینا چاہتی
ہے، محمد بن عبداللہ جس مساوات کا
درس دیتے ہیں اس کے مطابق محکوم اور
حاکم کے لئے ایک ہی قانون ہوگا، ابو طالب
کے بھتیجے کی تذکیرات و تخویفات سے ہماری
سرمستیوں اور عیش کوشیوں میں خلل واقع
ہوگا، تو وہ آپ کے جان تک کے مخالف
ہو گئے آپ کے ماننے والوں کو ہر طرح
ستایا گیا، خاندان نبوت کے ساتھ امتیازی
سلوک کرتے ہوئے سماجی مقاطعہ کیا گیا
اہل اسلام کو دہکتے ہوئے انگاروں اور
تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر تختۂ مشق بنایا گیا
مگر وہ آزمائش کی بھٹی سے کندن بن کر
نکلے، کفار کا سب و شتم، استہزاء اور تمسخر
ظلم و ستم، تکلیف دہی اور ایذاء رسانی کوئی
چیز بھی ان کے پائے ثبات میں لغزش
نہ پیدا کر سکی، خوب غور کیجئے کہ جس ذات
گرامی کو متزلزل کرنے کے لئے یہ سب
کچھ کیا جا رہا تھا اس نے کسی موقع پر بھی
کم ہمتی دکھائی یا اپنے نصب العین سے
یک سرمو انحراف کیا،
ہے کوئی دوسرا انقلابی جس نے محمد عربی صلی
اللہ علیہ وسلم کے استقلال کا ادنیٰ نمونہ پیش
کیا ہو،

آپ نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے مکہ کی
سرزمین کو جب ناموافق پایا تو مدینہ چلے
گئے، اگرچہ مشرکین مکہ نے پیچھا تو وہاں بھی نہ
چھوڑا بلکہ یہود کی شکل میں کینہ خصلت دشمنوں
میں اضافہ ہو گیا، تاہم ذہن سازی اور تربیت
کے مواقع وہاں زیادہ میسر تھے آپ یکسو
ہو کر آنیوالے انقلاب کی بنیادیں مضبوط کرتے
رہے اور جب ایک کثیر تعداد نے ٹھنڈے دل
و دماغ سے غور و فکر کے بعد آپ کی دعوت کی
صداقت کو تسلیم کر لیا اور آپ کے پیش کردہ
اصولوں، نظام تمدن و سیاست، آئین ثقافت
و معاشرت، طرز حکومت، اور انداز بود و باش
کی صحت اور سچائی پر وہ ایمان لے آئے تو
آپ نے بلا خون بہائے عرب کے مرکز،
مکہ، کو فتح کر کے انقلابی قوانین کو عملاً
نافذ کر دیا،

آپ یقیناً جاننا چاہیں گے کہ جب محمد عربی ﷺ کو
مکہ کے ان ستمگروں پر تسلط حاصل کر لیا جنہوں
نے آپ کے لئے اور آپ کے صحابہ کے لئے جینا
کٹھن کر دیا تھا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا
ان سے سمیہ کے خون کا، خبیب کی پگھلی ہوئی
چربی کا بلال کی سہ سالہ مظلومیت جیسی بے نوا
کا مظلوموں کی چیخوں کا کیا انتقام لیا گیا؟
اور مکہ کا فاتح جب بلاکشوں اور مظلوموں کا
لشکر جرار لیکر فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوا
تو اس کے غرور اور ناز کی کیا حالت تھی؟
فتح کے نشے میں اس کے لشکریوں نے کتنی

عصمتیں برباد کیں، اور آتش انتقام سرد کرنے کے لئے کتنوں کا خون بہایا، کتنے بچے یتیم ہوئے، اور کتنی سہاگنوں کے سہاگ ان کے انتقام کی بھینٹ چڑھے،

یہ سوال اس لیئے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ فاتحین کی تاریخ یہی بتاتی ہے، کہ عصمتوں کی پامالی کھوپڑیوں کے میناروں، خون کی دھاروں اور لاشوں کے انباروں کے بغیر فتح کا مفہوم ہی مکمل نہیں ہوتا اور پھر فتح بھی ان کینہ وروں پر جنہوں نے اپنے عہد اقتدار میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا مگر تاریخ دیکھئے کیا کہتی ہے، مکہ جب فتح ہوا تو حرم کے صحن میں، کس حرم کے صحن میں جہاں آپ کو گالیاں دی گئیں، آپ پر نجاستیں پھینکی گئیں، آپ کے قتل کی تجویز منظور ہوئی قریش کے تمام سردار مفتوحانہ کھڑے تھے ان میں وہ بھی تھے جو اسلام کے مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے، وہ بھی تھے جو آپ کو جھٹلایا کرتے تھے، وہ بھی تھے جو آپ کو گالیاں دیا کرتے تھے، وہ بھی تھے جو آپ کی ہجویں کہا کرتے تھے، وہ بھی تھے جو اس پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیوں کا حوصلہ رکھتے تھے وہ بھی تھے جنہوں نے آپ پر پتھر پھینکے تھے، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے، آپ پر تلواریں چلائی تھیں، وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کا مقابلہ کیا اور آپکے عزیزوں کا خون ناحق کیا تھا، ان کے سینے چاک کئے تھے اور ان کے دل وجگر کے ٹکڑے کئے تھے، وہ بھی تھے جنہوں نے غریب اور بے کس مسلمانوں کو ستایا تھا، ان کے سینوں پر اپنی جفاکاری کی آتشیں مہریں لگاتے تھے، ان کو جلتی ریتوں پر لٹاتے تھے، دہکتے کوئلوں سے ان کے جسم کو داغتے تھے، نیزوں کی انی سے ان کے بدن کو چھیدتے تھے، آج یہ سب مجرم سرنگوں سامنے تھے پیچھے دس ہزار خون آشام تلواریں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے کی منتظر تھیں، دفعتہً زبان مبارک کھلتی ہے سوال ہوتا ہے، "قریش" بتاؤ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ جواب ملتا ہے محمد تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے"

ارشاد ہوتا ہے، آج میں وہی کہتا ہوں، جو میرے بھائی یوسف نے اپنے ظالم بھائیوں سے کہا تھا، آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو"

عکرمہ، اسلام، اور مسلمانوں، اور خود محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کے بیٹے تھے جس نے آپ کو سب سے زیادہ تکالیف پہنچائیں، اور وہ خود بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑائیاں لڑ چکے تھے مگر جب مکہ فتح ہوا تو ان کو اپنے اور اپنے خاندان کے تمام جرم یاد تھے وہ بھاگ کر یمن چلے گئے اور ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھیں وہ خود یمن گئیں، عکرمہ کو تسکین دی اور ان کو لیکر مدینہ آئیں، حضور کو ان کی آمد کی خبر ہوتی ہے تو ان کے خیر مقدم کے لیئے اس تیزی سے اٹھتے ہیں کہ جسم مبارک پر چادر تک نہیں رہتی، پھر جوش مسرت میں فرماتے ہیں "سوار مہاجر تیرا آنا مبارک" غور کرو یہ مبارکباد کس کو دی جا رہی ہے یہ خوشی کس کے آنے پر ہے یہ معافی نامہ کس کو عطا ہو رہا ہے" اس کو جس کے باپ نے آپ کو مکہ میں سب سے زیادہ تکالیف پہنچائیں، جس نے آپ کے جسم مبارک پر نجاست ڈلوائی جس نے بحالت نماز آپ پر حملہ کرنا چاہا جس نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر آپ کو پھانسی دینی چاہی، جس نے دار الندوہ میں آپ کے قتل کا مشورہ دیا، جس نے بدر کا معرکہ بپا کیا اور ہر قسم کی صلح کی تدبیر کو درہم برہم کیا، آج اس کی جسمانی یادگار کی آمد پر یہ مسرت اور شادمانی ہے"

عفوو درگذر کا اس قدر روشن باب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سوا کہیں اور نہیں ملتا"

جو شخص اسلام کے مزاج اور محمد عربی کی دعوت کی سادگی سے کامل طور پر واقف نہ ہو وہ حیران رہ جاتا ہے کہ اتنے عظیم الشان انقلاب اور بے نظیر فتح پر نہ خون بہا نہ انتقام لیا گیا نہ تاج پوشی کی رسم ادا کی گئی نہ شادیانے بجے نہ جام نہ صراحی نہ شاہد نہ شراب، بلکہ ہر مسلمان کی زبان حاکم اعلیٰ کی حمد وثنا سے تر اور جبین تشکر اس کی چوکھٹ پر جھکی ہوئی تھی،

آپ کے ہاتھوں سرزمین عرب میں جو عظیم الشان انقلاب برپا ہوا اسکی وسعت بھی دیکھ لیجئے کہ زندگی کے کسی ایک ہی شعبہ میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ زندگی کا ہر گوشہ اس انقلاب سے متاثر ہوا، علوم وفنون، عقائد واعمال، ثقافت وتمدن، حکومت وسیاست، غرضیکہ تعمیر کہن کی ایک ایک

ایت آپ نے اکھیر کر رکھدی اور از سر نو
نئی بنیادوں پر نئی اینٹوں اور نئے مسالے
کے ساتھ زندگی کی نئی عمارت کھڑی کردی،

ایک اور اعتبار سے محمد عربی کی سیرت
دیکھیے، آپ نے اکثر رہنماؤں کے قول و عمل
میں تضاد دیکھا ہوگا وہ لوگوں کو تو کچھ کہتے
اور خود کچھ اور کرتے ہیں، آپ کی زندگی کا یہ
پہلو بڑا روشن ہے کہ آپ نے جو کچھ لوگوں
کو کہا وہ پہلے خود کرکے دکھلایا اور اس سے
زیادہ کیا جتنا دوسروں کو بتایا، لوگوں کو
صرف رمضان کے روزوں کا کہا مگر خود مسلسل
نفلی روزے رکھے، لوگوں کو صرف آخر شب
اٹھنے کا کہا اور اپنی پوری راتیں ہی مصلی
پر گذرتی رہیں، لوگوں کو زہد و قناعت کی
تلقین کی تو اپنی حالت یہ تھی کہ کئی کئی دن
چولہے میں آگ نہ جلتی،

آپ کی تربیت اور ذہن سازی کا کام
بھی ملاحظہ کیجیے، وہی لوگ جو شراب
کے بغیر ایک دن بھی گذارہ نہ کر سکتے تھے
اس قدر پاکیزہ بن گئے کہ شراب کے لیے استعمال
شدہ برتن کو بھی چھونا گوارہ نہ کیا،
بت پرستی جن کو ورثہ میں ملی تھی اپنے ہاتھوں
سے بتوں کو توڑنے لگے یہ سب کچھ محمد عربی
صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اثر تھا،

ایک اور اعتبار سے غور فرمائیے، ہر انسان
میں کوئی نہ کوئی نقص اور عیب ہوتا ہے
جس پر اگرچہ اجنبیوں کو اطلاع نہ ہو مگر
انسان کے احباب، رشتہ دار قریبی اس
پر ضرور مطلع ہوتے ہیں،

لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
انقلابی دعوت پیش کی اور اعلان
نبوت کیا تو سب سے پہلے آپ پر وہی
ایمان لائے جن لوگوں سے آپ کی زندگی
کا کوئی گوشہ مخفی نہ تھا، آپ کی بیوی
حضرت خدیجہ، آپ کے دوست حضرت
ابوبکر صدیقؓ آپ کے چچازاد بھائی
حضرت علیؓ اور آزاد کردہ غلام حضرت
زیدؓ سب سے پہلے حلقہ اسلام میں
داخل ہو گئے،

پھر آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ کسی
بڑی شخصیت کے عیوب اس کی زندگی
میں اسکے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے
چھپے رہتے ہیں، مگر اس کی وفات کے
بعد اس کی کوتاہیوں کا رونا رویا جاتا
ہے، لیکن محمد عربیؐ کے
نکتہ چین انتہائی تحقیق و جستجو کے باوجود
تعدد ازواج اور جہاد وغیرہ کے مسئلہ کے سوا
آپ کی سیرت میں کسی قسم کی خردہ گیری
نہ کرسکے،،

بقیہ : اداریہ

فضل سے اجتماع صد سالہ میں
خود شریک ہوا وہ اس داستان
کو سپرد قلم کرے گا تاہم اسے
احساس ہے کہ وہ دنیائے ادب و
صحافت میں ایک بتدی کی حیثیت
رکھتا ہے۔ اس لیے اس نے بعض
دوسرے حضرات سے بھی درخواست
کی ہے جو اپنے مشاہدات و تاثرات
سپرد قلم کر رہے ہیں اس طرح
ایک حسین گلدستہ انشاء اللہ تعالی
قوم کے حضور بطور ہدیہ پیش
کرکے مادر علمی کے ثنا خوانوں
کی فہرست میں نام لکھوانے کی
سعی کی جائے گی (اللہ تعالی قبول
فرمائے) اس کٹھن راہ کو طے کرنے
کے لیے ہمیں اپنے قدسی صفات
بزرگوں اور دوستوں کی دعاؤں کی
اشد ضرورت ہے کہ بندۂ مومن کا
یہی اصل سرمایہ ہے۔ اس کے بعد
مادر علمی سے کسی بھی درجہ میں
تعلق رکھنے والے اکابر و اصاغر
سبھی سے درخواست ہے کہ اپنے
اپنے حلقہ اثر میں خریداری کا سلسلہ
بڑھا کر ادارہ کے ساتھ تعاون
فرمائیں اور کمر توڑ مہنگائی کے زمانہ
میں آپ کے تعاون کے ہم ازحد
ممنون ہوں گے۔

اے لوگو!

اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو
جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئیگا
اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا۔
اللہ کا وعدہ سچا ہے، پھر دنیا کی زندگی
تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالدے، اور نہ دغاباز
تمہیں اللہ سے دھوکہ میں رکھیں، بیشک
اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ
برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں
کے پیٹوں میں ہوتا ہے، اور کوئی نہیں
جانتا کہ کل کیا کریگا، اور کوئی نہیں جانتا کہ
وہ کس زمین میں مریگا، بے شک اللہ
تعالی جاننے والا خبردار ہے،،

سورۃ لقمان آیت ۳۳-۳۴

اسلام کا ایک معجزہ

ایڈیٹر کے قلم سے

برصغیر کے نامور مصنف اور تاریخ آزادی کے معروف اہل قلم مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"ہندوستان میں گیارہ سو برس مسلمانوں کی شاندار حکومت قائم رہی، مگر کیا کوئی درسگاہ ملتی ہے جسمیں اہتمام کے ساتھ حدیث و تفسیر کی تعلیم ہوتی ہے، بے شک مدارس لاکھوں تھے، چپہ چپہ پر اسکول تھا، مگر افسوس ہندوستان کے طول و عرض میں دار الحدیث یا دار التفسیر ایک بھی نہ تھا، ہاں بیشک مصر و بغداد میں بڑی بڑی درسگاہیں قائم ہوئیں، جامع ازہر آج بھی اپنی جامعیت میں شہرہ آفاق ہے لیکن ان تمام کا قیام و بقا حکومت کے خزانوں پر تھا، سوال تو یہ ہے کہ بے کس و بے درماں قوم کا مدرسہ جو اپنی خدمات میں جامع ازہر، جامعہ نظامیہ، اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں سے بازی لیجائے کیا اسلامی تاریخ میں اس سے پہلے معرض وجود میں آیا تھا بلا شبہ اسلام کا یہ ایک معجزہ ہے جو سرزمین برصغیر میں ظاہر ہوا اور جس نے تمام عالم اسلامی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا"

یہ مدرسہ جس کا ذکر فاضل مصنف نے کیا ہے اور جسکا صد سالہ جشن دیوبند ضلع سہارنپور میں منعقد ہوا اور جسمیں شرکت کی غرض سے بلا نو شان محبت چاروں طرف سے کھچے کھچے وہاں پہنچے اس محبوبیت و مقبولیت کے اسباب کیا ہیں

مولانا محمد میاں نے اپنے محولہ بالا اقتباس میں بہت کچھ نشاندہی کر دی ہے اور انہوں نے اس مدرسہ کو اسلام کا ایک معجزہ قرار دیا ہے یہ محض عقیدت و محبت کی بات نہیں بلکہ اگر تاریخ اسلام پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا اسلام اور مسلمانوں کو اس قسم کے سخت ترین حالات سے کئی مرتبہ دوچار ہونا پڑا اور ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایسے انتظامات فرما دیئے کہ مسلمان پھر سنبھل گئے، بغداد کی تباہی اور سلطنت عباسیہ کا خاتمہ ان واقعات میں سے ایک تھا جس نے دنیائے اسلام کی چولیں ہلا دیں"

لیکن جو تاتاری اس ابتلاء و آزمائش کے باعث تھے، انہیں ہی قدرت نے ہوش و تدبر کے ناخن عطا فرمائے ان کے قلوب پر اسلام کی روشنی کا عکس پڑا اور وہ اسلام کے روئے تاباں کے عاشق زار بن کر دنیائے اسلام کے خادم بن گئے، اقبال مرحوم نے صحیح کہا،

ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

برصغیر ہند و پاکستان میں بھی مختلف مواقع پر ایسے سنگین حوادث پیش آئے جنمیں سے ایک واقعہ تو مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کی بے راہ روی کا تھا جسکی پشت پر ملا مبارک اور اس کے دو فرزند ابو الفضل اور فیضی کی گمراہ کن فکر تھی"

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے تحت وہ "علماء" دنیا کے نقشہ پر سب سے زیادہ شریر اور ناکارہ ہیں جو اللہ کے دین کو تختہ مشق بناتے اور اسکی مخلوق کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں، بدقسمتی سے ملا مبارک کا خاندان اسی آزمائش سے دوچار ہوا اور انہوں نے اکبر کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر دین اسلام کا سارا نقشہ ہی بدل ڈالا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات جو اسلام کی حقیقی محافظ ہے اس نے ایک زبردست اور مجاہد شخصیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو دنیا میں بھیجا جو دسویں صدی کے مجدد اور ہندوستان میں تجدید کا فتح باب تھے، انہوں نے اکبری بے راہ روی کے سامنے بند باندھا اور جہانگیر جو اس کا بیٹا تھا وہ حضرت مجدد صاحب کے ہاتھ پر تائب ہو کر اس بات کا متقاضی ہوا کہ آپ کچھ دن میری فوج میں قیام فرمائیں تاکہ یہ لوگ اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

جہانگیر کی یہ خواہش اس وجہ سے بھی تھی کہ اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ گوالیار کے قلعہ میں وہاں آپ نظر بند رہے تو وہاں جتنے جرائم پیشہ لوگ تھے ان کی اصلاح ہو گئی تو میری فوج اور مصاحبین بھی آپ کی صحبت سے اصلاح پذیر ہو جائیں گے"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس کی

یہ فرمائش پوری کردی اور اس کا خاطر خواہ اثر
ہوا۔ آگے چل کر حضرت اورنگ زیب عالمگیر
رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد یہاں جو طوفان اٹھنے والا
تھا اس کے سامنے بند باندھنے کے لئے قدرت
کے زبردست ہاتھ نے حضرت شاہ ولی اللہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پیدا کردیا۔ جنہوں نے ایک
دو نہیں دس مغل بادشاہوں کا زمانہ دیکھا
اس دور کی طوائف الملوکی، افراتفری، فکری
بے راہ روی کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور قوم کے
فکر کی اصلاح کی طرف بھرپور توجہ دی، آپ کا
ترجمۂ قرآن مجید، حدیث کی مہتم بالشان کتاب
مؤطا امام مالکؒ کی عربی اور فارسی شرح، اور
فلسفۂ احکام پر معرکۃ الآراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ
اور اسلامی تاریخ پر معرکۃ الآراء کتاب ازالۃ
الخفاء وغیرہ اسی فکری سمت کو درست کرنے
کی سنجیدہ اور مخلصانہ کوشش تھی، اور جب
انگریز اور سکھوں کے مظالم یہاں حد سے بڑھ
گئے تو حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء
نے حضرت شاہ ولی اللہ کی فکر اور آپ کے
صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تحریک
کی روشنی میں عملی جہاد کا پروگرام بنایا، اور
ایک طویل علاقہ میں حالات کا رخ بدل دیا
سید صاحب کی تحریک اپنی منزل کو نہ پا سکی،
مجرم ضمیر افراد کی بے راہ روی نے سکھوں کو
وقتی طور پر غلبہ دلوا دیا اور یہ حضرات بالاکوٹ
میں شہید ہوگئے۔ لیکن بہرحال ایک راستہ
متعین کرگئے۔

مشہور اہل قلم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
سید احمد شہید کی تحریک پر گفتگو کرتے
ان لوگوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہیں
جو یہ کہتے ہیں کہ سید صاحب اور ان کے
رفقاء نے کیا کیا؟ علی میاں نے سوداء کی رباعی
معترضین کے جواب میں نقل فرمائی

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

اس کے بعد برصغیر میں ایک ایسا وقت آیا
کہ معلوم ہوتا تھا اب ہندوستان میں
اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ
جائیگا، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی
سے انگریز بغلیں بجا رہا تھا، اس کی انتقامی
کاروائیاں زوروں پر تھیں، برطانوی دارالامرا
میں برطانوی وزیر اعظم اپنی سیاہ بختی کا مظاہرہ
کرتے ہوئے قرآن شریف ہاتھ میں لیکر اس کو
زمین پر گرا رہا تھا اور یہاں ہندوستان میں
برطانوی کارندے لاکھوں کی تعداد میں قرآن
مجید کے نسخے دریابرد کرچکے تھے، مشنری
ادھم مچائے ہوئے تھے اور سرکاری قوت
کے ساتھ وہ مصروف تبلیغ تھے اور دنیا کو
جناب یسوع مسیح علیہ السلام کی غلامی میں لانے
کی کوشش کر رہے تھے کہ ہزاروں اہل قلوب
اور اہل اصلاح و تقویٰ کی دعاؤں کے صدقے
دیوبند کا مدرسہ معرض وجود میں آیا،

اس مدرسہ کا مقصد مسلمانوں اور اسلام کے
قیام و بقاء کا اہتمام تھا تاکہ اس سرزمین
پر جہاں آٹھ سو سال حکومت قائم رہی، مسلمان
سرے سے مٹ نہ جائیں، بلکہ وہ اس پوزیشن
میں آجائیں کہ اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرسکیں
دارالعلوم کی تاریخ پر شائع ہونے والی
تازہ ترین کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۴۳ پر
دارالعلوم کے مقاصد میں لکھا ہے"

۱۔ قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد و کلام
اور ان کے علوم کے متعلقہ ضروری اور مفید فنون
الٰہیہ کی تعلیم دینا اور مسلمانوں کو مکمل طور
پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا اور رشد و
ہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت
انجام دینا۔

۲۔ اعمال و اخلاق اسلامیہ کی تربیت اور طلبا کی
زندگی میں اسلامی روح پیدا کرنا

۳۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دین
کا تحفظ و دفاع اور اشاعت اسلام
کی خدمت بذریعہ تحریر و تقریر بجالانا اور
مسلمانوں میں تعلیم و تبلیغ کے ذریعے سے
خیر القرون اور سلف صالحین جیسے اعمال
و اخلاق اور خدمات پیدا کرنا۔

۴۔ حکومت کے اثرات سے اجتناب و احتراز
اور علم و فکر کی آزادی کو برقرار رکھنا۔

۵۔ علوم دینیہ کی اشاعت کے لئے مختلف
مقامات پر مدارس عربیہ قائم کرنا اور
ان کا دارالعلوم سے الحاق۔"

یہ مقاصد اتنے پاکیزہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم
کے بانی حضرات کی نیتوں کا اجر انہیں عطا
فرمایا اور دیوبند کے مختصر سے قصبہ سے
اٹھنے والی روشنی وہاں وہاں پھیلی کہ عقل دنگ
رہ جاتی ہے۔

آج دنیا کا کونسا خطہ اور ملک ہے جہاں
دیوبند کی وجہ سے اسلام کی روشنی نہیں پہنچی
حتیٰ کہ دار الہجرۃ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
طیبہ کا مدرسہ شرعیہ ایک دیوبندی فرزند
حضرت مولانا سید احمد صاحب کا قائم کردہ
ہے اور مکہ معظمہ کا مدرسہ صولتیہ اسی فکر کے
ترجمان، اور ہندوستان میں عیسائی مشنری

کا سب سے زیادہ مقابلہ کرنے والے بزرگ
مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا قائم کردہ ہے
الجزائری جنگ آزادی کے ہیرو علامہ بشیر
الجزائری نے ایک دیوبندی فرزند مولانا سید
حسین احمد مدنی سے اس زمانہ میں تعلیم حاصل
کی جب آپ مدینہ طیبہ میں پڑھاتے تھے
اور بقول علامہ بشیر، آزادی وحریت کے یہ
جذبات اسی پاکباز انسان کے نفس کی گرمی
کا نتیجہ ہیں، اور بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی
کہ جب میں قسطنطنیہ کے کتب خانہ شیخ الاسلام
میں پہنچا تو کھدر کے لباس میں ملبوس ایک
متواضع اور متورع شخصیت نظر آئی جس
کے چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے اور
وہ مصروف مطالعہ، آگے بڑھکر بے تپاک
مصافحہ و معانقہ ہوا میرے دل نے گواہی
دی کہ یہ تو کہیں اور کا ہی فیض ہے آخر تحقیق
کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے دیوبند میں
مولانا سید حسین احمد مدنی سے دورہ حدیث
پڑھا ہے،

چینی علماء کا جو وفد مرحوم ایوب خاں کے
دور میں یہاں آیا تو انہوں نے دیوبند سے
اپنی نسبت کا واضح طور پر ذکر کیا اور بتلایا
کہ ہمارے یہاں ایسے جید علماء موجود ہیں جنہوں نے
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے استفادہ کیا
ہے،

دیوبند کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ
اس نے اختلافی امور سے اجتناب کیا اور
حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مسلک کے
مطابق ٹھوس بنیادوں پر اسلام کی خدمت کی
اس تعلیمی مہم میں سرکار اور سرکاری سرپرست
مسلمانوں کی بجائے غریب مسلمانوں کو شریک
کیا اور یہ ایک بڑا انقلابی اقدام تھا،،
مولانا محمد میاں نے اپنے مخصوص انداز
میں لکھا ہے کہ،،

،،آزادی ضمیر کے ساتھ ہر موقعہ پر کلمۃ الحق
کا اعلان ہو، کوئی سنہری طمع، مربیانہ
دباؤ یا سرپرستانہ مراعات اس میں حائل
نہ ہوسکے ــــ اسکا تعلق عام مسلمانوں
کے ساتھ زائد سے زائد ہو تاکہ یہ خود بخود
مسلمانوں میں ایک نظم پیدا کردے جوان کو
اسلام اور مسلمانوں کی اصل تشکیل پر قائم
رکھنے میں معین ہو اور اس طرح اسلامی
عقائد اور اسلامی تہذیب ہمیشہ کیلئے
ورنہ کم ازکم اس وقت تک کے لئے
محفوظ ہوجائے جب تک یہ مرکز اپنے
صحیح اصول پر قائم رہے،،

نیز توکل علی اللہ اور عوام کی طرف
احتیاج خود کارکنان مدرسہ کو اسلامی
شان پر باقی رکھ سکے، اور جابرانہ
استبداد یا ریاست کا ٹھاٹھ انہیں
قطعاً پیدا نہ ہو، بلکہ ایک جمہوری
تعلق ہو جو ایک کو دوسرے کا
محتاج بنائے رکھے اور اس طرح
آپس میں خود ایک دوسرے کی
اصلاح ہوتی رہے،

کارکنان، خدام اور مستفیضین کی
جماعت جملہ اخراجات سے محفوظ
دامنوں رہ کر ولی اللہی مسلک پر
شدت سے عمل پیرا رہے جس
کے متعلق تمام عالم اسلامی کا اتفاق
ہے کہ وہ سنت قدیمہ ہے مسلک
اسلاف کے عین مطابق ہے،
افراط وتفریط سے پاک ہے، صراط مستقیم
اور معیار صحیح ہے، خود آرائی اور استبداد
کے برخلاف باہمی مشاورت سے اجتماعی
اور جمہوری حیثیت کے ساتھ کام کرنے
کا نمونہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے،،

مولانا کی یہ تحریر جو بانیان دارالعلوم کی مختلف
تحریرات کا عطر و نچوڑ ہے، ان تمام باتوں کی نشان
دہی کرتی ہے جو مدرسہ کے قیام سے پیش نظر تھیں
فرقہ وارانہ اختلافات کی لعنت نے سلطنت
مغلیہ کی جڑیں ہلا دی تھیں، اسلئے یہ حضرات
چاہتے تھے کہ امت ان سے محفوظ رہے،،

قرآن مجید کسی بھی طرح ان لایعنی اختلافات
کی اجازت نہیں دیتا، اور پیغمبر اسلام نے اس
سلسلہ میں جتنی شدت سے روکا ہے وہ اپنی
جگہ ایک حقیقت ہے اسلئے ان حضرات نے
جو قرآن وسنت کے سچے علمبردار تھے تحفظ
وبقاء اسلام کی خاطر جو قدم اٹھایا اسے ان
تمام آلائشوں سے پاک رکھا جو اسمیں فساد اور
نقصانات کا باعث بن سکتی تھیں، مسلمان
کے بالخصوص غریب طبقہ کو آپس میں جوڑنا اور
انہیں اپنے مرکز پر قائم رکھنا ان کے نزدیک
نہایت ضروری تھا اور یہ باتیں تبھی ممکن تھیں
کہ اختلافات کی بادصرصر سے بچا جائے، دیوبندی
اکابر کے شیخ الشیوخ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل
شہید دہلوی کی شدت بہت مشہور ہے، لیکن
واقعہ یہ ہے کہ وہ مسلکی اختلافات کے باوجود
عید کی نماز ہمیشہ عیدگاہ کے امام صاحب
کے پیچھے پڑھتے تھے اور خود بانی دارالعلوم مولانا
محمد قاسم صاحب نانوتوی دہلی اور میرٹھ کے
قیام کے زمانہ میں ایسے ائمہ کے پیچھے نماز ادا
فرماتے جو انہیں برا بھلا کہتے تھے، اسکی وجہ

محض یہ تھی کہ ان لوگوں کے سامنے اپنی ذات نہیں تھی محض دین اسلام کی سربلندی تھی وہ سمجھتے تھے کہ اس ملک میں اختلافات نے کتنا نقصان پہنچایا ہے، اگر اس روش کو ترک نہ کیا گیا تو پھر کوئی قیامت بپا ہو جائیگی جو لائن ان حضرات نے متعین فرمائی اس پر ہمیشہ قائم رہے، لوگوں نے بہت کچھ کیا اور اب بھی کر رہے ہیں، لیکن کسی قسم کی جوابی کاروائی نہ کی اور نہ اس کا کوئی پروگرام بنایا بلکہ خاموشی اور خلوص کے ساتھ درس و تدریس تصنیف و تالیف میں لگے رہے، اس دلبستان علمی کے ایک فرزند مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے ہر موضوع پر کتاب لکھی، آج ان کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، اسی دلبستان کے فیض یافتہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے تبلیغی جماعت قائم کی ابتدا میں شدید تکلیفیں برداشت کیں، لیکن آج اسکا کام ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، صرف جاپان میں ۵۵ ہزار انسان اس کی محنت و سعی سے مسلمان ہو چکے ہیں،،

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نے ریشمی رومال کی تحریک بنا کر انگریز راج کو ہلا کر رکھ دیا، افسوس کہ چند قومی دشمن افراد نے وہ راز طشت از بام کر دیئے ورنہ برصغیر کبھی کا آزاد ہو چکا ہوتا، ان کے ایک شاگرد مولانا عبید اللہ سندھی دیار کفر میں پہنچے اور روسیوں کو اسلام کی حقانیت کا درس دیا۔ بقول مولانا سندھی اگر اس وقت کوئی ایک مسلمان ملک اسلامی تعلیمات کا گہوارہ ہوتا اور اس میں عملاً اسلام نافذ ہوتا تو روس کی قسمت بدل جاتی،، اس مدرسہ کے ایک فرزند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے قلم سے پچاس ہزار فتوے نکلے جبکہ علامہ سید محمد انور شاہ صاحب ایک ایسی چلتی پھرتی لائبریری تھے جن کے سینہ میں ہزاروں کتابوں کے ہزار صفحات محفوظ تھے مولانا حسین احمد مدنی نے تحریک آزادی میں قائدانہ رول ادا کیا تو مولانا شبیر احمد عثمانی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے جن کی کوشش و سعی سے بعد میں قرارداد مقاصد پاس ہوئی،،

الغرض، زوال اسلام و مسلمین کے زمانہ میں دیوبند کی شکل میں اسلام کا جو معجزہ رونما ہوا اسکی جڑیں آج تحت الثریٰ تک پہنچ چکی ہیں تو شاخیں آسمانوں میں اور دیوبندی اکابر و اصاغر خوش ہیں کہ ،، کارے کردیم ،، اس سو سال سے زائد کی جدوجہد کا جائزہ لینے اور مستقبل میں اس کے کردار کے تعین کی خاطر جو جشن منعقد ہوا ہے انشاء اللہ وہ ملت کی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوگا،،

اے لوگو!

اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں، اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں، پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور کچھ تم میں سے مر جاتے ہیں، اور کچھ نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں کہ عقلمندی کا درجہ پا کر پھر نا سمجھی کی حالت میں پہنچ جاتا ہے، اور تم زمین کو سوکھی ہوئی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے خوشنما نباتات اُگ آتے ہیں، یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے،،

(سورۃ الحج آیات نمبر ۵ تا نمبر ۶)

مولانا بشیر احمد قادری
مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی

بانیِ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

مشاہیر کی نظر میں

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند علم و فضل، تقویٰ و ورع، ذہانت فطانت، سیادت قیادت، میں جس ارفع و اعلیٰ اور بلند و برتر مقام پر فائز تھے، اسکی ایک ادنیٰ جھلک ناظرین کرام، مشاہیر علماء و مشائخ کی درج ذیل آراء کے آئینہ میں دیکھ سکتے ہیں، ناظرین کرام مشاہیر کی درج ذیل آراء ملاحظہ فرماویں اور حضرت نانوتوی کے مقام کی عظمت کا اندازہ فرماویں،،

حضرت نانوتویؒ جنید وقت حضرت حاجی امداد اللہ مکیؒ کی نظر میں

حضرت حاجی صاحب موصوف قدس سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب ضیاء القلوب میں رقم طراز ہیں،،

،، ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد مولوی رشید احمد سلمہٗ و مولوی محمد قاسم سلمہٗ را کہ جامع کمالاتِ علوم ظاہری و باطنی اند، بجائے من راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند، اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ او بجائے من و من بمقام او شاں شدم و صحبت ایشاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمان نایاب اند، و از خدمت ایشاں با برکت ایشاں فیض یافتہ بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد در نظر شاں تحصیل نمایند، انشاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند،،

ضیاء القلوب ص ۶،،

جو شخص کہ اس فقیر سے ارادت و محبت و عقیدت کا تعلق رکھے، اس کو چاہئے کہ وہ مولوی رشید احمد سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم سلمہٗ کو جو کہ تمام کمالاتِ علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ کئی درجہ مجھ سے بلند سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ الٹ ہے کہ میں انکی جگہ اور وہ میری جگہ ہیں اور ان کی صحبت کو غنیمت تصور کرے، کہ ان جیسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں، اور انکی خدمت بابرکت سے فیضیاب ہوتا رہے، اور سلوک کے طریقے جو کہ اس رسالہ ضیاء القلوب میں تحریر کئے گئے ہیں ان کی خدمت میں حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہیگا،،

حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ کی نظر میں

حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھویؒ مؤلف انوار العاشقین رقم طراز ہیں،،

حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحبؒ مجددی نے عاجز سے فرمایا کہ ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجا رہے ہیں مولانا محمد قاسم نانوتوی جہاں پائے مبارک حضور کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں،، انوار العاشقین ص ۸

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کی نظر میں

آپ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اکبر و اکمل تھے،

مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے بارے میں آپ کی رائے گرامی ملاحظہ ہو، اسوۂ اکابر کے مؤلف تحریر کرتے ہیں،،

حضرت مولانا محمد سعید صاحب کوہ مری والے فرماتے ہیں کہ میں حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا،، آپ مولوی قاسم کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں،،

حضرت پیر صاحب نے جواباً فرمایا،، تم حضرت نانوتوی کے بارے میں پوچھتے ہو، سائل نے

عرض کیا جی ہاں انہی کے متعلق ! حضرت پیر صاحب نے فرمایا ،، وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے ،،

اسوۂ اکابر مولانا بہاؤ الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن لاہور

مولانا مشتاق احمد حنفی چشتی انبیٹھوی کی رائے گرامی

موصوف رقم طراز ہیں

،، عاجز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہما کے شرف صحبت سے مستفید ہوا اور دونوں صاحبوں کو عالم باعمل اور متبع شریعت اور متقی پایا ، نعوذ باللہ ان کو کافر کہنا سخت گناہ کبیر سمجھتا ہوں ،،

خواجہ قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

آپ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ ضیاء الملۃ والدین کے فرزند ارجمند اور خلف الرشید ہیں ،

آپ نے مولانا کامل الدین اتوکالوی کو جو تحریر عطا فرمائی وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے ، لکھتے ہیں ،

،، میں نے تحذیر الناس کو دیکھا ہے ، میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں ، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے ، خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی ، قضیہ فرضیہ کو قضیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے ،، فقیر قمر الدین سیالوی ، ڈھول کی آواز

مطبوعہ ثنائی پریس سرگودہا ،،

مولانا غلام رسول مہر

مشہور محقق اور مورخ مولانا غلام رسول مہر مرحوم ،، بزرگان دیوبند ،، کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں ،،

،، بزرگان دیوبند میں جن مقدس ہستیوں کو اولین درجہ احترام واعزاز کا حاصل ہے وہ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں ،،

ان کے اسماء گرامی اس سرزمین کے آسمان پر درخشاں ستاروں کی طرح روشن ہیں ، جو تاریکی کے وقت صحراؤں میں مسافروں اور سمندروں میں ملاحوں کو راستے بتاتے ہیں ، وہ اپنی زندگیوں میں علم وہدایت کے مشعل بردار تھے جب اس دنیا سے رخصت ہوئے ، تو اپنے پیچھے پاکیزہ عملی نمونے چھوڑ گئے ، جو دلوں اور روحوں میں برابر دین حقہ کے ولولے پیدا کرتے رہیں گے ، خصوصاً حضرت محمد قاسم اور حضرت رشید احمد گنگوہی کی تو ایک یادگار ـــــ دار العلوم دیوبند ایسی ہے کہ تقریباً ایک صدی سے اس وسیع سرزمین میں دینی علوم کے قیام وبقا کا ایک بڑا سرچشمہ رہی ہے ، اسکی آغوش میں سینکڑوں ایسی مقدس ہستیوں نے تربیت پائی کہ جن کے کارنامے دین وسیاست دونوں دوائر میں قابل فخر ہیں

۱۸۵۷ء کے مجاہد ، صفحہ ۱۶۳

سرسید احمد خان بانی علیگڑھ کالج

(م ۱۳۱۵ھ)

مولوی محمد قاسم اس دنیا میں بے مثل تھے ان کا پایہ اس زمانہ میں شاید معلومات علمی میں شاہ عبد العزیز سے کچھ کم ہو ، الا اور تمام باتوں میں ان سے بڑھ کر تھا ، مسکینی اور سادہ مزاجی میں اگر ان کا پایہ مولوی محمد اسحٰق سے بڑھ کر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا ، درحقیقت فرشتہ سیرت اور ملکوتی خصلت کے انسان تھے

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء صفحہ ۶۸ ،،

مولانا محمد حسین بٹالوی

سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی رقم طراز ہیں ،،

،، مولوی محمد حسین صاحب ، نے حضرت والا کو لکھا کہ مجھے تنہائی میں آپ سے بعض مسائل میں گفتگو کرنی ہے ، مگر شرط یہ ہے کہ آپ کا کوئی شاگرد بھی وہاں موجود نہ ہو ، حضرت نے منظور فرماکر جواب تحریر فرمایا کہ تشریف لے آئیں ،

چنانچہ مولانا موصوف حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا کہ تنہائی میں کچھ باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں ، اجازت دیدی گئی ،،

جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے یہ بات فقیر نے سنی تھی کہ حجرہ بند کردیا گیا ہم طلبہ باہر تھے ، دونوں میں گفتگو ہونے لگی ، ہماری طالب علمی کا زمانہ تھا ، بے اختیار جی چاہا کہ اس گفتگو کو

امروٹ شریف کا مدرسہ

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

١٣٠٨ھ کی بات ہے کہ برصغیر کی مشہور بزرگ ہستیوں (حافظ محمد صدیق بھرچونڈوی، مولانا غلام صدیق شہداد کوٹی، اور مولانا محمد صدیق پشاوری) میں سے بھرچونڈی شریف کے بزرگ حافظ صاحب کی وفات ہوئی، حافظ صاحب سید محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور وہ براہ راست سید محمد راشد روضہ دھنی کے خلیفہ مجاز تھے، سکھوں کے مقابلہ کے لئے جب سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل ابن شاہ عبدالغنی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لشکر لیکر سندھ میں آئے تو یہاں حیدرآباد میں تالپور حکمرانوں کے مہمان ہوئے تھے اور سید صاحب نے میر فتح علی خان اور دوسرے لوگوں کو قلعہ میں نماز جمعہ پڑھائی تھی،

اور پھر یہاں سے براستہ ہالا روانہ ہوئے اور سندھ میں سوئی والے بزرگ کے ہاں مہمان ہوئے تھے اور راستہ میں ان کے مرشد زادہ سید صبغۃ اللہ شاہ کے بھی مہمان ہوئے تھے حافظ محمد صدیق صاحب نے ان کی زیارت بھی کی اور ان کے جہاد کے جذبہ سے متاثر ہو کر خود بھی یہ جذبہ رکھتے تھے، مولانا عبیداللہ سندھی حافظ صاحب رحمہ اللہ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور ان کے مشورہ پر دارالعلوم دیوبند تحصیل علم کے لئے گئے تھے تین سال کی مختصر سی مدت میں مولانا سندھی نے بارہ سال کا درس نظامی کا نصاب ختم کیا اور اپنے مربی حافظ محمد صدیق صاحب کی زیارت کے لئے بے تاب تھے، جیسے ہی آپ بھرچونڈی پہنچے حافظ صاحب تو دس دن پہلے وصال فرما چکے تھے،

مولانا صاحب نے محرم الحرام ١٣٠٥ ہجری میں آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا، اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت میں رہ کر ذکر اذکار بھی کیا تھا اور حافظ صاحب کی وفات کی وجہ سے ان کو بہت رنج ہوا حافظ صاحب کی وفات کی وجہ سے ان کے خلیفہ مجاز بھرچونڈی میں موجود تھے، جن میں مولانا سید تاج محمود امروٹی کا اسم مبارک قابل ذکر ہے،

مولانا امروٹی نے مولانا سندھی کو پریشان دیکھ کر ان کو اپنے گاؤں امروٹ ضلع سکھر میں آنے کے لئے کہا اور مولانا صاحب کے لئے ایک دینی درسگاہ قائم کرنے کا وعدہ بھی کیا، مولانا سندھی حضرت امروٹی کے ساتھ امروٹ شریف آئے امروٹ میں پہلے ہی خانقاہ اور مسجد موجود تھی فقراء کے لئے کمرے بھی موجود تھے توکل علی اللہ کر کے ان کو مدرسہ اور دینی درسگاہ میں تبدیل کیا گیا اور مدرسہ کا نام محمود المدارس رکھا گیا، اس مدرسہ سے نہ صرف شمالی سندھ میں علم کی اشاعت ہوئی بلکہ اس کے فیض کا حلقہ جنوبی سندھ بلوچستان، بہاولپور، پنجاب تک وسیع ہو گیا اسی مدرسہ کے اولین طالبعلموں میں سے مولانا عبدالقادر صاحب بہاولپوری اور مولانا عبدالوہاب صاحب کلاچوی سندھی ہیں، مولانا عبدالقادر صاحب دین پوری بہاولپور کے بڑے عالم تھے جن کے ہاں مولانا سندھی نے عربی کی ابتدائی کتب پڑھی تھیں لیکن مولانا سندھی نے وہ علمی تبحر حاصل کیا کہ ان کے استاذ امروٹ میں ان سے حدیث شریف پڑھنے آئے یہ بزرگ عالم معمر تھے، مولانا عبیداللہ سے عمر میں بڑے تھے، اور مولانا کی وفات کے بعد بھی چند سال زندہ رہے، میں نے ان کی زیارت دین پور میں کی تھی اور ان سے گفتگو بھی ہوئی تھی،

مولانا عبدالوہاب صاحب کلاچوی سندھی، سندھ کے وہ عالم تھے جن کے سندھ میں اکثر علماء شاگرد ہیں، ان کا ہم پلہ عالم ہندوستان میں بھی شاذ و نادر ملیگا ان کے متعلق مشہور ہے کہ اگر فنون کی کتب جلا کر ان سے عرض کیا جاتا تو وہ دوبارہ ان کو لکھ سکتے تھے، فارسی اور سندھی کے بلند پایہ شاعر تھے، فارسی میں آپ کا تخلص "شیخ" تھا آپ میرے استاد تھے کئی اشعار اپنے دست مبارک سے لکھ کر مجھے دیئے تھے جو سنہ ١٩٧٦ء کے سیلاب کی وجہ سے لاڑکانہ ضلع والے آبائی مکان منہدم ہونے کی وجہ سے دریا برد ہو گئے، یہ مدرسہ سات سال بڑے زور شور سے جاری رہا اور مولانا

سندھی نے نہ صرف مدرسہ میں تعلیم کو جاری رکھا بلکہ اس علاقہ کی سندھی زبان کو ترقی دلانے کے لیے اور سندھی کتب شائع کرانے کے لئے چھاپہ خانہ اور پریس کا بھی انتظام کیا اور محمود المطابع نامی پریس قائم کیا،

قرآن مجید کا جو سندھی ترجمہ حضرت امروٹی نے شروع کیا تھا اس میں بھی علمی مشورے مولانا سندھی دیتے رہے اور یہ پہلا سندھی ترجمہ تھا جو سندھی ٹائپ میں قرآن مجید کے متن کے بغیر شائع ہوا تھا

محمود المدارس میں مولانا تاج محمود صاحب نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کیا تھا جس میں تفسیر، حدیث، فقہ کے علاوہ ہر فن کی کتب جمع کی گئی تھیں، تفاسیر کے لحاظ سے آج بھی یہ کتب خانہ سندھ کا سب سے بڑا کتب خانہ ہے، پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے میں نے اس کتب خانہ کی زیارت کی تھی اور موجودہ سجادہ نشین (حضرت مولانا ابو المنیر سید محمد شاہ امروٹی اطال اللہ عمرہٗ جو اس وقت صاحبزادہ تھے سجادہ نشین نہیں ہوئے تھے) کی عنایت سے زیارت نصیب ہوئی تھی، کیونکہ کتب حویلی کے اندر رکھی ہوئی تھیں اور میرے لئے خاص اہتمام کیا گیا تھا،

مولانا عبید اللہ سندھی نے اسی مدرسہ میں رہ کر مندرجہ ذیل کتب تصنیف کی تھیں

۱، تعلیقات معانی الآثار طحاوی (حدیث)
۲، تعلیقات فتح القدیر شیخ ابن الہمام (فقہ)
۳، فتح الاسلام لابواب بلوغ المرام (شرح حدیث)
۴، شرح قطع سفر السعادت، فیروز البساری
۵، تخریج ماثی الباب الترمذی، (حدیث)
۶، تخریج احادیث الغنیہ سید عبد القادر جیلانیؒ
۷، ازالۃ الشبہ عن فرضیۃ الجمعۃ "
۸، تنسیق احادیث بدء الوحی من الجامع الصحیح

ان کے علاوہ ایک سندھی ماہنامہ "ہدایت الاخوان" نامی بھی جاری کر دیا گیا تھا ان کے علاوہ عام لوگوں کے استفادہ کے لئے کئی کتابیں سندھی میں بھی شائع کی گئیں تھیں"

مولانا عبید اللہ صاحب سندھی فرماتے تھے کہ میں نے ابتداء سے عام مدرسوں کی طرح نصاب تعلیم پر اکتفاء نہیں کیا لیکن شاہ ولی اللہ کی کتابوں، جیسے کہ فتح الرحمان، الفوز الکبیر، وغیرہ جیسی کتابوں کی تدریس ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ محمود المدارس برصغیر کا پہلا مدرسہ ہے جس میں انقلابی بنیادوں پر تعلیم شروع کی گئی اور مسلسل سات سال تک یہ مدرسہ بڑی رونق کے ساتھ جاری رہا اس مدرسہ اور درسگاہ کے فیض کا یہ اثر ہوا کہ آگے چل کر اس مدرسہ کے فارغ التحصیل طلباء نے وطن کی آزادی کی تحریک اور تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید خانوں کو آباد کیا، اور فرنگی سامراج کا ظلم برداشت کیا"

سات سال کے بعد مولانا عبید اللہ صاحب سندھی نے امروٹ شریف کو الوداع کہہ کر پیر جھنڈا ضلع حیدرآباد چلے گئے اور وہاں "دار الارشاد" نامی مدرسہ قائم کیا، جو سندھ کی دوسری انقلابی درسگاہ تھی،

امروٹ کا محمود المدارس بعد میں اپنا عروج قائم نہ رکھ سکا، لیکن اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلے انہوں نے سارے سندھ کے اندر مدارس کا جال بچھا دیا اور علم کی روشنی سارے سندھ کے اندر پھیل گئی

آگے چل کر سید میاں نظام الدین شاہ دور میں دوبارہ مدرسہ کو زندہ کیا گیا یکے بعد دیگرے مولانا عبداللہ صاحب چانڈیہ مولانا مظہر الدین صاحب انڈھڑ جیسے متبحر علماء اس مدرسہ میں صدر مدرس رہے اور مدرسہ کو اچھا خاصہ فروغ نصیب ہوا ان بزرگوں کے بعد مولانا حافظ عبد المجید صاحب ٹالوری سالہا سال وہاں درس دیتے رہے، اب بھی موجودہ سجادہ نشین سید محمد شاہ امروٹی کی برکت سے یہ مدرسہ جاری ہے لیکن اس کو سابقہ عروج حاصل نہیں ہے"

دعائے صحت کی درخواست

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے پرانے خادم مولوی ابوالحسن محمد امام الدین صاحب قادری آپریٹر ٹیوب ویل ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے

(ادارہ)

ایٹمی توانائی سے استفادہ مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے

حضرۃ الامام مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کا ایک پرانا مضمون جو ایک سائل کے جواب میں لکھا گیا تھا آج کے مخصوص حالات میں استفادہ عام کے لئے پیش خدمت ہے ، ——— ادارہ ———

جس طرح دنیا کی زندہ قومیں اپنے حفظ و بقاء کیخاطر تیر و تفنگ سے مسلح رہنا ضروری خیال کرتی ہیں ، کیا اسلام بھی اپنے تابعداروں کو اغیار کی خورد برد سے بچانے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس رہنے کا حکم دیتا ہے یا نہیں ،

بینوا من الکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب ، اسلام اپنے تابعداروں کو ہر شعبہ زندگی کی بہترین تعلیم دیتا ہے ، اخلاقی معاشرتی ، اقتصادی ، سیاسی ، غرضیکہ ہر ایک چیز کا اسلام بہترین معلم ہے لہذا ناممکن ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی تعلیم سے محروم رکھے جس کے بغیر کوئی قوم دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی اپنے وقار اور واجب التعظیم چیزوں کی حفاظت کر سکتی ہے اس مختصر سی تحریر میں قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں فوجی تعلیم کا مسئلہ پیش کیا جائیگا ، سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ط

فوجی تعلیم کے متعلق قرآن حکیم کے ارشادات ، ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کا سامان تیار رکھنا ضروری ہے ،،

قولہ تعالیٰ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم ج لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون

سورۃ انفال رکوع نمبر ۸ ،،

ترجمہ ،، اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو ، اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر انکے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملیگا تم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائیگا ،،

لفظ قوۃ کی تفسیر

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ،، الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی ،،

ترجمہ ،، خبردار قوت سے مراد رمی یعنی وہ چیز جسے دور سے پھینک کر دشمن کو مغلوب کیا جا سکتا ہے ،،

چونکہ حضور انور کے زمانے میں دور سے پھینک کر صرف تیروں سے لڑائی ہوتی تھی اس لئے لوگوں نے رمی کی تیر اندازی سے تفسیر فرمائی ورنہ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ آلات جنگ تیار رکھے جائیں جو لڑائی میں دشمن کو مغلوب کرنے میں کام آسکے ،،

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ باطل کے مقابلہ اور دشمن سے جنگ کیلئے بلایا جائے فوراً حاضر ہو ،،

قولہ تعالیٰ ، یا ایھا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل ہ الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً لا ویستبدل قوماً غیرکم ولا تضروہ شیئاً ط واللہ علیٰ کل شئ قدیر ، سورۃ توبہ رکوع ۶ ،،

ترجمہ ،، اے ایمان والو ، تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے

جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر تھوڑا، اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لاویگا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اسکا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے"

ہر مسلمان حصول رضائے الٰہی اور دشمن کو شکست دینے کے لئے جان اور مال دونوں چیزیں خرچ کر دے

قولہ تعالیٰ، انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۰

سورۃ توبہ رکوع ۶،

ترجمہ، نکلو ہلکے اور بوجھل اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی کوشش کرو، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے

ضرورت کیوقت جان اور مال دینے سے جی چرانا علامت نفاق ہے

قولہ تعالیٰ" لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین ط انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون

(سورۃ توبہ رکوع نمبر ۷)

ترجمہ، نہیں رخصت مانگتے (بوقت ضرورت) تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو، رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہوئے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں،

قولہ تعالیٰ، انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ط اولئک ھم الصادقون ط

سورۃ حجرات رکوع ۲،

ترجمہ، ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے"

مسلمان محض اپنے مالک کی رضا کے لئے جان اور مال دیتا ہے

یہ دونوں چیزیں اب اسکی نہیں رہی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خرید لی ہیں، لہذا اب اسکو ان کے بچانے اور مالک کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا اختیار نہیں

قولہ تعالیٰ، ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون ط وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقرآن ط ومن اوفیٰ بعھدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ وذالک ھو الفوز العظیم

ترجمہ، بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور جانیں بہشت کے عوض میں خرید لی ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑائی کرینگے پھر یہ لوگ کفار کو بھی قتل کرینگے اور قتل بھی کئے جاینگے، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توراۃ انجیل اور قرآن میں بھی کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا ایفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے، سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی"

کوئی مسلمان کسی مسلمان کو (بجز اجازت شرعی) قتل کریگا تو خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت اور دوزخ کا مستحق ہوگا"

قولہ تعالیٰ،، ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہٗ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہٗ واعد لہٗ عذاباً عظیماً،

سورۃ نساء رکوع ۱۳،

ترجمہ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہیگا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب"

احادیث نبویہ متعلقہ جہاد

"۱" دارالاسلام اور ملت اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامت نفاق ہے"

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات ولم یغزو ولم یحدث بہ نفسہٗ مات علی

شعبۃ من نفاق (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر غزوہ (جنگ دشمنان اسلام بصورت وقوع) اور بغیر ارادہ جنگ دشمن (بصورت عدم وقوع) مر گیا تو وہ ایک قسم کے نفاق کی حالت میں مرا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ بغیر اثر من الجھاد لقی اللہ وفیہ ثلمۃ

رواہ الترمذی

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ سے ملاقات کی (یعنی مرا اور اس کے اعمال میں) جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا تو اس کے ایمان میں نقص ہوگا۔

ملت اسلامیہ کی حفاظت کیلئے تیاری کی ترغیب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتبس فرسًا فی سبیل اللہ ایمانا باللہ وتصدیقا بوعدہ فان شبعہ وریہ وروثہ وبولہ فی میزانہ یوم القیامۃ"

(رواہ البخاری)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد وغیرہ میں) گھوڑا باندھ رکھا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا اور پانی اور لید اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمال صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کئے جائینگے" (انتہی)

اسلامی نقطۂ نگاہ میں فوجی کی عزت

عن سھل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الروحۃ والغدوۃ فی سبیل اللہ افضل من الدنیا وما فیھا

(رواہ البخاری)

ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن کا پچھلا حصہ یا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دشمنوں سے جنگ وغیرہ میں) خرچ کرنا ساری دنیا اور جو چیز اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ انتہی۔

فقہاء عظام کے ہاں!
ملکی وملی حفاظت کی فوجی خدمت کیلئے تیاری ہر مسلمان پر فرض ہے

ھو فرض کفایۃ ۔ کل ما فرض لغیرہ فھو فرض کفایۃ اذا حصل المقصود بالبعض والا ففرض عین (رد المختار)

ترجمہ جہاد فرض کفایہ ہے جو چیز کسی دوسری غرض سے لازم کیجائے تو وہ فرض کفایہ ہوتی ہے بشرطیکہ بعض کے ادا کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے ورنہ فرض عین ہوگی"۔

قولہ ھو فرض کفایۃ، قال فی الدر المنتقیٰ ولیس بتطوع اصلاً ھو الصحیح فیجب علی الامام ان یبعث سریۃ الی دار الحرب کل سنۃ مرۃ او مرتین و علی الرعیۃ اعانتہ الا اذا اخذ الخراج کان کل الاثم علیہ الخ

رد المختار"

ترجمہ جہاد فرض کفایہ ہے در المنتقیٰ والے نے کہا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ جہاد کو نفلی عبادت ہرگز نہیں کہا جا سکتا، لہذا امام پر واجب ہے کہ سال میں ایک یا دو مرتبہ دشمنان اسلام پر لشکر بھیجے اور رعایا پر اس کی مدد لازم ہے ہاں اگر خراج لیکر دشمنوں سے صلح کر لے تو پھر لشکر کشی کی ضرورت نہیں رہیگی اگر امام دار الحرب پر لشکر کشی نہیں کریگا تو سارا گناہ اسی کے سر پر ہوگا"۔

الحاصل قرآن حکیم کی آیات بینات و احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات فقہاء عظام سے صاف طور پر واضح ہو چکا ہے کہ ہر مسلمان (بشرطیکہ جسمانی نقائص کی وجہ سے معذور نہ ہو) کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے جب ضرورت پیش آئے تو کبھی جی نہ چرائے، ہوس ملک گیری کے لئے میدان جنگ میں نہ جائے بلکہ مالک حقیقی عز اسمہٗ وجل مجدہٗ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جائے گویا کہ ہر مسلمان فوج الٰہی کا ریزرو (مخصوص) سپاہی ہے"

مسلمانان پاکستان کا فرض

برادران اسلام، جس طرح قرآن حکیم میں دوسرے فرائض کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ، نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو بعینہٖ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ جہاں تک ممکن ہو سکے اعداء اسلام کے مقابلہ

کیلئے آلات جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو

لطف ! مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے ،

مشورہ

ہم ہرگز یہ نہ کہونگا کہ جن ہتھیار کا رکھنا قانوناً جرم ہو وہ رکھا جائے اور اس کی مشق کیجائے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو چیز قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر مسلمان رکھ یا کر سکتا ہے وہ ضرور رکھے . اور کرے ، مثلاً جن مسلمانوں کو قانوناً بندوق رکھنے اور چلانے وغیرہ کی اجازت ہے وہ بندوق رکھیں جو تلوار رکھ سکتے ہیں وہ تلوار رکھیں اور ان ہتھیاروں کا استعمال سیکھیں اور جنہیں ان چیزوں کے رکھنے کی قانوناً ممانعت ہے وہ کوشش کریں کہ قانون ان کی شرعی ضرورت کو پورا کرے ،

پروانۂ امن

ہر قوم کے لئے ہتھیار پروانۂ امن ہے جس قدر کوئی قوم کیل کانٹے سے لیس ہوگی اسی قدر اس کا رعب ہوگا ، اور دوسری قوموں کی غاصبانہ نگاہوں سے محفوظ اور انکی دستبرد سے مامون رہیگی ،، ـــ

یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا ، اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون ٥ وما علینا الا البلاغ

بقیہ حضرت نانوتوی . . . .

کسی طرح سننا چاہیے ، حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں کہ میں اسی دروازہ سے لگ کر بیٹھ گیا جس کے متصل ہی یہ دونوں حضرات بیٹھے تھے ، حضرت والا نے مولانا سے فرمایا کہ دیکھیے جس مسئلہ میں گفتگو فرمانی ہو اس میں دو باتوں کا خیال رکھیے ایک یہ کہ مسئلہ زیر بحث میں حنفیہ کا مذہب بیان فرمانا آپ کا کام ہوگا اور دلائل بیان کرنا میرا کام ہوگا

دوسرے یہ کہ میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطور معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہیئے یہ بات مجھ پر حجت نہ ہوگی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے میں ان کا مقلد نہیں ،

چنانچہ فاتحہ خلف الامام ، اور رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ بہت سے مختلف فیہ مسائل زیر بحث آئے اور حسب شرائط طے شدہ مولانا محمد حسین صاحب مذہب حنفیہ بیان فرماتے اور حضرت والا دلائل سے اسے ثابت کرتے ، حضرت کی تقریروں کے درمیان مولانا محمد حسین بٹالوی جھوم جھوم جاتے اور بعض اوقات تو جوش میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے کہتے کھڑے ہونے کے قریب ہو جاتے جب گفتگو ختم ہو چکی تو مولوی محمد حسین کی زبان سے بیساختہ یہ فقرہ نکلا کہ

مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسا شخص اور مقلد ہو ، یعنی باین زور علم و فراست و قوت استنباط تقلید کے کیا معنی !

جواب میں حضرت نے فرمایا ، اور مجھے تعجب ہوا کہ آپ جیسا شخص اور غیر مقلد ہو یعنی مدعی اجتہاد ہو ،

سوانح قاسمی صفحہ ۲۲/۲۳ ج ۲

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی (منیجر)

اے لوگو !

اپنے رب سے ڈرو ، بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے ، جس دن اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیگی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا .

ـــ سورۃ الحج آیت نمبر ۱ ، تا ۲ ،

مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ رجسٹرڈ مینچن آباد ضلع بہاولنگر کا عظیم الشان سالانہ جلسہ بتاریخ ۲ ، ۳ ، ۴ ، مئی ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۸ ، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ بروز جمعہ ہفتہ اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں تمام اکابرین ملت اسلامیہ شرکت فرما رہے ہیں ۔

الداعی : (حضرت مولانا) محمد شریف (صاحب) مہتمم مدرسہ ہذا

مولانا محمد یوسف صاحب لاہور

متفرق آداب

(۱) تنہا سفر مت کیجئے خصوصاً رات کے وقت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے وقت
سفر کرنے میں جتنی خرابیاں مجھے معلوم ہیں اگر
تم میں سے کسی کو معلوم ہو جائیں، تو کبھی رات
کے وقت سفر نہ کرے، ترمذی

۲۔ اگر آپ دو آدمی ہیں تو بھی سفر نہ کیجئے
آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سفر میں کم از کم تین آدمی ہونے چاہئیں
(ترمذی)

۳۔ جب آپ تین آدمی سفر کر رہے ہیں
تو ان میں سے ایک کو امیر بنا لیں تاکہ وہ
رہبر بن جائے، (مسلم)

۴۔ مرد کو خوشبو ایسی لگانی چاہئے کہ جس
کا رنگ کم اور خوشبو زیادہ ہو،
اور عورت کو ایسی خوشبو لگانی چاہئے کہ
جس کا رنگ زیادہ اور خوشبو کم ہو
(ابو داؤد)

۵۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ
نہ کیجئے (بخاری)

۶۔ بلا عذر غسل خانہ میں پیشاب وغیرہ نہ کیجئے
کیونکہ اکثر اس سے وساوس پیدا ہوتے
ہیں، ترمذی

۷۔ کسی سوراخ میں پیشاب وغیرہ نہ کیجئے
ابو داؤد، مبادا کوئی جانور سانپ
بچھو وغیرہ ناحق کاٹ لیگا
اور ایک اور روایت میں ہے کہ ان سوراخوں
میں جنات اور شیاطین رہتے ہیں،
ابو داؤد، تو ان سے بھی نقصان کا خطرہ
ہے"

۸۔ چھپ کر کسی کی باتیں نہ سنئے یہ ایک
بہت بڑا جرم ہے (بخاری)

۹۔ جب کسی کے گھر جائیں تو دستک دینے
کے بعد دروازہ کے سامنے نہ کھڑے ہو
جائیے بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں
(ابو داؤد)

۱۰۔ اجازت لینے سے پہلے جھانک کر نہ دیکھئے
ابو داؤد

۱۱۔ چھری یا چاقو یا اور کوئی نوکیلی چیز کسی
کے ہاتھ میں سیدھی طرف سے نہ پکڑائیے
بلکہ دستہ ان کے سامنے کر دیجئے تاکہ وہ
پکڑے (ترمذی)

۱۲۔ شام کے وقت بچوں کو باہر نہ جانے
دیجئے کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل
جاتے ہیں۔ بخاری شریف

۱۳۔ اگر کسی سے ملنے جائیے تو اسکے پاس اتنا
نہ بیٹھئے اور نہ اتنی دیر باتیں کیجئے کہ وہ تنگ
ہو جائے یا اسکے کسی کام میں حرج واقع ہو
اور دوسرا طرف آپکی خاطر زبان بند رکھے

۱۴۔ جگہ جگہ نہ تھوکئے اور اس طرح جہاں
چند آدمی بیٹھے ہوں تو وہاں تھوکئے مت
اور نہ ہی ناک وغیرہ صاف کیجئے اور نہ ہی بلغم
وغیرہ نکالئے یہ چیزیں کراہت وغیرہ کا باعث
بنتی ہیں

۱۵۔ کھاتے وقت ایسی چیزوں کے نام مت
لیجئے جن سے لوگوں کو گھن آتی ہے

۱۶۔ جب بیمار پرسی کرنے جائیے کسی مریض
کی تو اگرچہ حالت نازک ہو پھر بھی وہاں ایسی
باتیں نہ کیجئے جن سے زندگی کی ناامیدی
ظاہر ہو بلکہ مریض اور گھر والوں کو تسلی دیجئے

۱۷۔ اگر کسی آدمی کو خفیہ بیماری ہو یا کسی
بے جگہ زخم ہو تو یہ مت تحقیق کیجئے کہ کہاں
ہے کس جگہ ہے اس سے مریض کو تکلیف ہوتی
ہے،

۱۸۔ راستہ یا بازار میں کھڑے ہو کر نہ کھائیے
اس سے ذہن کمزور ہوتا ہے اور دوسرے
نظر بد لگی ہوئی چیزیں آپکے پیٹ میں جاتی
ہیں۔

۱۹۔ جس شخص سے آپ بے تکلف نہ ہوں
تو بوقت ملاقات ان سے گھر کے حالات نہ
پوچھئے، اسی طرح اگر آپ اہل خانہ سے ناواقف
ہیں تو انکو خط پیغام وغیرہ میں سلام وغیرہ
بھی نہ لکھا کیجئے،

۲۰۔ اگر کسی کو کوئی چیز دیں تو انکی طرف پھینکئے
مت بلکہ انکے ہاتھ میں دیجئے ایک تو اس
میں تحقیر ہے اور دوسرا چیز کو بھی نقصان
پہنچنے کا اندیشہ ہے،

۲۱۔ گٹھلی، چھلکا وغیرہ سر عام نہ پھینکئے بعض
دفعہ موت تک واقع ہو جاتی ہے

(باقی ۳۰ پر)

عطاءِ ربانی

(ایک کے بدلہ ستّر گنا)

حافظ کمال الدین صاحب

جعفر بن سلیمان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار کے ساتھ بصرہ جا رہا تھا وہاں ایک عالیشان محل پر ہمارا گذر ہوا جسکی تعمیر ابھی جاری تھی، ہم نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان بیٹھا ہوا معماروں کو ہدایات دے رہا ہے کہ یہاں یہ بنے گا اور وہاں اس طرح سے بنیگا، مالک بن دینار اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین و جمیل ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے اس کو اس تعمیر میں کیسا انہماک ہے، اپنا قیمتی وقت اور روپیہ دل کھول کر خوب صرف کر رہا ہے، اپنی زندگی کا اسے کوئی پتہ نہیں کہ کب چل بسے اور اس محل میں رہنا بھی نصیب ہو یا نہ ہو، میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اس نوجوان کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کروں کہ مولا کریم اسکو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنالے، کیا ہی اچھا ہو کہ جنت کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان بن جائے، جعفر آؤ اس نوجوان کے پاس چلیں، جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے اسکو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا (وہ مالک سے واقف تو تھا) مگر مالک کو پہچانا نہیں، تھوڑی دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی، مالک نے کہا کہ آپ نے اس مکان پر کس قدر روپیہ صرف کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس نے کہا کہ ایک لاکھ درہم، مالک نے فرمایا کہ اگر تم مجھے یہ ایک لاکھ درہم دیدو تو میں تمہارے لئے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا اور اس میں نوکر چاکر حشم و خدم بہت سے ہونگے، اس میں خیمے اور قبے سرخ یاقوت کے ہونگے جن پر موتی جڑے ہوئے ہونگے، اسکی مٹی زعفران کی ہونگی اور اسکا گارا مشک سے بنا ہوگا، جسکی خوشبوئیں مہکتی ہونگی، وہ نہ تو کبھی پرانا ہوگا اور نہ ہی ٹوٹے پھوٹے گا اسکو معمار نہیں بنائینگے بلکہ حق تعالیٰ شانہ کے امر کن سے تیار ہو جائیگا اس نوجوان نے کہا کہ مجھے سوچنے کے لئے آج رات کی مہلت دیجئے کل صبح آپ تشریف لائیں تو میں اسکے متعلق اپنی رائے عرض کرونگا، حضرت مالکؒ واپس چلے آئے اور رات بھر اس نوجوان کی فکر میں رہے آخر شب میں اسکے لئے بہت عاجزی سے دعا کی، جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس اسکے مکان پر گئے تو وہ نوجوان دروازے پر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالک کو دیکھا تو بہت خوش ہوا حضرت مالک نے فرمایا، تمہاری کل کی بات میں کیا رائے ہے، اس نوجوان نے کہا کہ آپ اس چیز کو پورا کرینگے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا، حضرت مالک نے فرمایا انشاء اللہ ضرور، اس نے دراہم کے توڑے سامنے لاکر رکھ دیئے اور قلم دوات بھی لاکر رکھا، حضرت مالک نے ایک پرچہ لکھا کہ جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا۔۔ یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص سے اسکا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلے میں حق تعالیٰ شانہ کے یہاں اسکو ایسا ایسا محل جسکی صفت اوپر بیان کی گئی ہے (جو جو صفات اس مکان کی اوپر گذریں وہ سب لکھنے کے بعد لکھا) ملیگا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں حق تعالیٰ شانہ کے قریب ہوگا، یہ پرچہ لکھ کر اسکے حوالے کر دیا اور ایک لاکھ درہم اس سے لیکر چلے آئے، جعفر کہتے ہیں کہ شام کو حضرت مالک کے پاس اس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے کا کام چل جائے اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گذرے تھے کہ ایک دن حضرت مالک صبح کی نماز سے جب فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ پڑا دیکھا، یہ وہی پرچہ تھا جو مالک نے اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا۔ اور اسکی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مالک بن دینار کے ذمہ کی برأت ہے جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے ذمہ لیا تھا وہ ہم نے اسکو پورا پورا دیدیا بلکہ اس سے ستّر گنا زیادہ دیدیا حضرت مالکؒ اس پرچہ کو پڑھکر متحیر سے ہو گئے اسکے بعد ہم اس نوجوان کے مکان پر گئے، تو وہاں پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی علامت کے طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آرہی

گذشتہ سے پیوستہ

تحقیق ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس لڑکے کا کل گذشتہ انتقال ہو گیا ہے،

ہم نے پوچھا کہ اس کا غسل میت کس نے دیا تھا، اسکو بلا لیا گیا، ہم نے اس سے اس کے نہلانے اور کفنانے کی کیفیت پوچھی اس نے کہا کہ اس نوجوان نے اپنے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور کہا تھا کہ جب تو مجھے نہلا کر کفن پہنائے تو یہ پرچہ اس میں رکھ دینا میں نے اسکو نہلا یا کفنایا اور وہ پرچہ اس کے کفن اور بدن کے درمیان رکھدیا، حضرت مالک نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اسکو دکھایا وہ کہنے لگا یہ تو وہی پرچہ ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے اسکو موت دی یہ پرچہ میں نے خود اس کے کفن میں رکھا تھا، یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اٹھا اور کہنے لگا کہ مالک! آپ مجھ سے دولاکھ درہم لیجیے اور مجھے بھی ایک پرچہ لکھدیجیے، حضرت مالک نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی، اب نہیں ہو سکتا اللہ جل شانہٗ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، اس کے بعد جب بھی مالک اس نوجوان کا تذکرہ فرماتے تو رونے لگتے اور اسکے لئے دعا کرتے تھے (اردوض)

بزرگوں اور اللہ والوں کو اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے پیش آتے ہیں کہ جوش میں کوئی بات زبان سے نکل گئی تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو اسی طرح پورا فرماتے ہیں جسکو حضور نے اپنے پاک ارشاد میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے غبار آلو وہ لوگ جنکو لوگ اپنے دروازے سے ہٹادیں اور انکی پرواہ بھی نہ کریں، ایسے ہیں کہ اگر اللہ جل شانہٗ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ جل شانہٗ انکی بات کو پورا کرے، (مسلم شریف)

الاسماء الحسنیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کر مجھے یا حمید[56] تو محمود
حمد سے تیری دل رہے خوشنود

علم و عرفاں عطا ہو یا مُحصی[57]
اچھی ہر ابتدا، ہو یا مُبدِئ[58]

قبر سے یا مُعید[59] روزِ نشور
تو اٹھا مجھ کو مُقبل و مغفور

مجھ کو یا مُحیی[60] کر دے زندہ دل
دے مجھے اپنی یاد والا دل

دل میں پیدا نہ ہو خیالِ غیر
خاتمہ اے مُمیت[61] ہو بالخیر

جب تک اے حی[62] جاں رہے تن میں
تو ہی بس میہماں رہے تن میں

میرے قیّوم[63] رکھ مجھے دائم
دینِ احمد پہ محکم و قائم

دل غنی کر غنا دے یا واجد[64]
مجھ کو مجد و علاء دے یا ماجد[65]

تو ہے واحد[66] پلادے وحدت
مست توحید رکھ بصد عزت

یا احد[67] شرک سے بچا مجھ کو
یا صمد[68] کر دے بے ریا مجھ کو

قدرت کاملہ سے ایک قادر[69]
کر مجھے نفس پہ مرے قادر

مقتدر[70] کر مجھے وہ خوش تقدیر
مرے حق میں ہو خاک بھی اکسیر

یا مُقدِّم[71] ہو جلد میرا کام
خیر و خوبی سے جس کا ہو انجام

یا مؤخّر[72] نہ اس میں ہو تاخیر
بہتری کی مری جو ہو تدبیر

روز بعث و نشور یا اوّل[73]
نام نیکوں میں ہو مرا اوّل

ہو مرا وقتِ زیست جب آخر
کلمہ ہو زباں پہ یا آخر[74]

اپنے فضل و کرم سے یا ظاہر[75]
کر مجھے سرّ غیب کا ماہر

زنگ آلود ہے مرا باطن
صاف باطن عطا ہو یا باطن[76]

اپنے بندوں میں کر مجھے عالی
اے مرے والی[77] اور متعالی[78]

[58] پہلی بار پیدا کرنیوالا۔
[59] دوبارہ پیدا کرنیوالا
[60] زندہ کرنے والا۔
[61] مارنے والا۔
[62] ہمیشہ رہنے والا
[63] ہمیشہ قائم رہنے والا
[64] غنی [65] بزرگ۔
[66] یکتا [67] اکیلا
[68] بے پروا۔
[69] قدرت والا
[70] قدرت ظاہر کرنیوالا
[71] آگے کرنے والا
[72] پیچھے ڈالنے والا۔
[73] سب سے اوّل
[74] سب سے آخر
[75] آشکارا [76] پوشیدہ
[77] مالک [78] بہت بلند

اپنے احسان و لطف سے یا برّ[79]	نیک کاروں میں مجھ کو شامل کر	۷۹۔ بڑا احسان کرنیوالا
کر لے مقبول توبہ و تائب	تو ہے توّاب[80] حاضر و غائب	۸۰۔ توبہ قبول کرنیوالا
میرے اعمال بد کا نام نہ لے	منتقم[81] ... لے	۸۱۔ درگذر کرنے والا
یا عفوّ[82] درگذر گناہوں سے	دیکھنا رحم ... ہوں سے	۸۲۔ بدلہ لینے والا
رحم کر یا رؤف[83] رحمت کر	لطف و احسان کر عنایت کر	۸۳۔ بہت مہربان
مالک الملک ملک و دولت دے	حشمت و جاہ عزّ و صولت دے	۸۴۔ سارے جہان کا مالک
بخش جاہ جلال دے انعام	اے مرے ذوالجلال والاکرام	۸۵۔ بزرگی اور بخشنے والا
میرے مُقسط ہے عدل تیرا کام	معدلت گستری ہو میرا کام	۸۶۔ انصاف کرنیوالا
بخش دلجمعی مجھ کو یا جامع	کر مجھے علم و فضل کا جامع	۸۷۔ جمع کرنے والا
اے غنی کر دے مجھ کو مستغنی	میرے مغنی مجھے بنا دے غنی	۸۸۔ آسودہ
منع کر دے میرے دل کو عصیاں سے	تو ہے مانع بچانا شیطاں سے	۸۹۔ بے پروا کرنیوالا
مجھ کو یا ضارّ تو ضرر سے بچا	دین و دنیا کے شور و شر سے بچا	۹۰۔ باز رکھنے والا
نفع پہنچانا مجھ کو یا نافع	تو ہے سارے جہان کا نافع	۹۱۔ ضرر پہنچانیوالا
ظلمت جہل دور کر یا نور	مجھ کو نور یقیں سے کر معمور	۹۲۔ نفع پہنچانیوالا
میرے ہادی دکھا وہ راہ ہدیٰ	جس کے رہرو تھے انبیاء علا	۹۳۔ روشن کرنے والا
اس دے مجھ کو فرض و سنّت سے	دور رکھ یا بدیع بدعت سے	۹۴۔ راہ دکھانے والا
تیرا لطف و کرم ہو یا باقی	نہ رہے رنج کی بنا باقی	۹۵۔ بے نمونہ کے پیدا کرنیوالا
کر دے اپنے کرم سے یا وارث	مجھ کو دین متین کا وارث	۹۶۔ ہمیشہ رہنے والا
تو ہی ہے یا رشید راہنما	ہر گھڑی مجھ کو نیک راہ دکھا	۹۷۔ بعد فنا کے موجودات باقی رہنے والا
مشکلوں میں نہ ہو خطور ہے مجھے	کر عطا صبر یا صبور مجھے	۹۸۔ راہ نما
میرے ماں باپ پر عنایت ہو	اقربا پر بھی چشم رحمت ہو	۹۹۔ بردبار۔
بخش کل امت محمدؐ کو	نیک بندوں کے ساتھ میں بدکو	
پڑھ نبی پر سلام اے دانش	نظم کر اختتام اے دانش	تمت بالخیر!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

بقیہ منفرق آداب

۲۲۔ طب نبویؐ میں لکھا ہے کہ نو چیزوں کی کثرت سے نسیان اور بھول پیدا ہو جاتا ہے

۱، زیادہ کھٹا بکثرت پنیر کھانے سے،
۲، چوہے کا جھوٹا (یعنی اس کے منہ سے ہوئی چیز) کھانے سے
۳، کھٹے سیب زیادہ کھانے سے
۴، بکثرت ہرا دھنیا کھانے سے
۵، زیادہ تر گردن پر پچھنے (رگ کھلوانے) سے
۶، دو عورتوں کے درمیان چلنے سے،
۷، اپنے مطلوب کی طرف دیکھنے سے
۸، کھٹمل اور جوں کو زندہ چھوڑ دینے سے
۹، قرآن شریف کی تلاوت بکثرت قبرستان میں کرنے سے،،

۲۳۔ تعلیم المتعلم، میں لکھا ہے کہ زیادہ پانی پینے سے انسان میں بلغم زیادہ پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے سستی پیدا ہو جاتی ہے

۲۴۔ ملاقات کے وقت کسی کے سامنے جھکنا تعظیماً و ادباً جائز نہیں، بلکہ صرف مصافحہ کیجئے (ترمذی)

۲۵۔ جب انسان غصہ میں ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین علاج بیان فرمائے ہیں
۱، ٹھنڈا پانی پئے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرے،
۲، غصہ کے وقت اگر آدمی کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، غرضیکہ اپنی ہیئت بدل لے تو غصہ دور ہو جاتا ہے،
۳، غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ لیا کرے کیونکہ غصہ شیطان کی سنت ہے،

ایک بزرگ فرماتے ہیں غصہ کرنا حرام ہے لیکن اس کا پینا ثواب ہے،،

۲۶۔ زمین پر پاؤں پٹخ کر نہ چلئے قرآن مجید میں اسکی سخت ممانعت آئی ہے،،

خط و کتابت کرتے وقت خریداری

نمبر یا ایجنسی نمبر کا حوالہ ضرور دیں

(ادارہ)

سرکولیشن مینجر

حسان الواحد

مختلف اضلاع کے دورہ پر ہیں

(ادارہ)